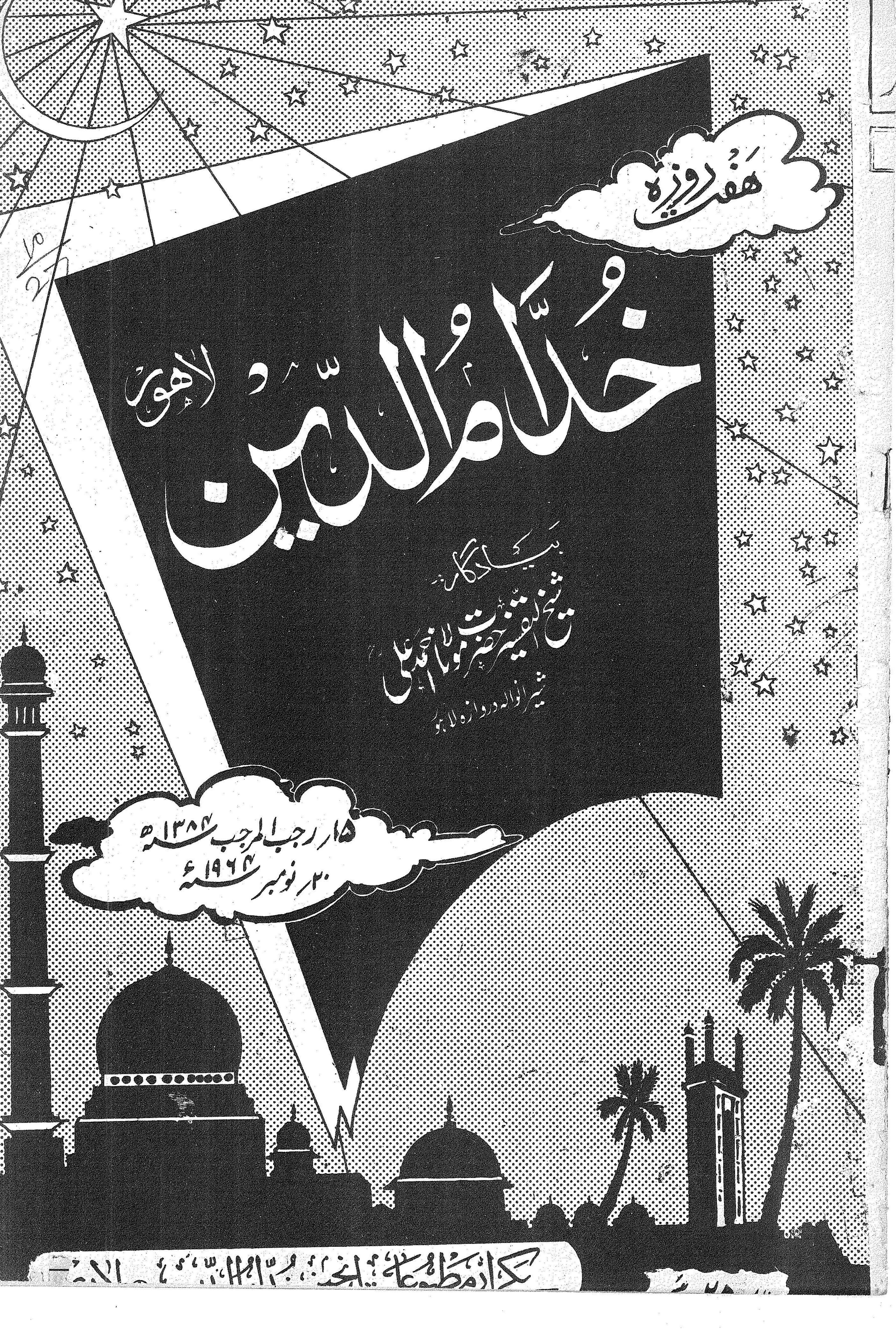


ہفت روزہ
خدام الدین لاہور
بیادگار:
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
شیرانوالہ دروازہ لاہور
۱۵ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ
۲۰ نومبر ۱۹۶۴ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ یَقُوْلُ لَا یَصُوْمَنَّ اَحَدُکُمْ یَوْمَ الْجُمُعَةِ اِلَّا یَوْمًا قَبْلَهٗ اَوْ بَعْدَهٗ۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپ فرما رہے تھے۔ کہ تم میں کوئی صرف جمعہ کا روزہ نہ رکھے مگر ایک دن اس سے پہلے یا ایک دن اس کے بعد (روزہ رکھنا چاہیے) (بخاری ومسلم)

وَعَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عَبَّادٍ قَالَ سَاَلْتُ جَابِرًا رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ اَنَهَی النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنْ صَوْمِ الْجُمُعَةِ؟ قَالَ نَعَمْ

حضرت محمد بن عبادؓ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے دریافت کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے (صرف) جمعہ کے روزہ سے منع فرمایا ہے؟ انہوں نے جواب دیا۔ جی ہاں۔ (بخاری ومسلم)

وَعَنْ اُمِّ الْمُؤْمِنِیْنَ جُوَیْرِیَةَ بِنْتِ الْحَارِثِ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ دَخَلَ عَلَیْهَا یَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهِیَ صَائِمَةٌ قَالَ اَصُمْتِ اَمْسِ؟ قَالَتْ لَا قَالَ تُرِیْدِیْنَ اَنْ تَصُوْمِیْ غَدًا؟ قَالَتْ لَا قَالَ فَاَفْطِرِیْ

حضرت ام المومنین جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیان کرتی ہیں۔ کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کے روز ان کے پاس تشریف لائے اور یہ (حضرت جویریہؓ) روزہ دار تھیں۔ آپ نے ان سے دریافت فرمایا۔ کہ کیا کل بھی روزہ رکھا تھا؟ انہوں نے کہا نہیں حضورؐ نے دریافت فرمایا تو کیا کل (آئندہ) روزہ رکھنے کا ارادہ ہے۔ حضرت جویریہؓ نے کہا نہیں آپ نے فرمایا۔ تو روزہ افطار کر دو (بخاری)

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوِصَالِ قَالُوْا اِنَّكَ تُوَاصِلُ؟ قَالَ اِنِّیْ لَسْتُ مِثْلَکُمْ اِنِّیْ اُطْعَمُ وَاُسْقٰی

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے۔ وہ بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صوم وصال سے ممانعت فرمائی۔ تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ آپ تو ہمیشہ روزہ رکھ لیتے ہیں؟ آپ نے ارشاد فرمایا کہ میں تمہارے جیسا نہیں ہوں میں کھلایا بھی جاتا ہوں۔ اور پلایا بھی جاتا ہوں۔ (اس حدیث کو بھی امام بخاری نے روایت کیا ہے)

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ لَاَنْ یَجْلِسَ اَحَدُکُمْ عَلٰی جَمْرَةٍ فَتَحْرِقَ ثِیَابَهٗ فَتَخْلُصَ اِلٰی جِلْدِهٖ خَیْرٌ لَهٗ مِنْ اَنْ یَجْلِسَ عَلٰی قَبْرٍ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ اگر کوئی شخص انگارے پر بیٹھ جائے اور اس کے کپڑے جل کر سوزش کا اثر اس کی جلد تک پہنچ جائے۔ تو قبر پر بیٹھنے سے یہ چیز اس کے لئے بہتر ہے۔ (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے۔

عَنْ جَابِرٍ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ نَهٰی رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَنْ یُّجَصَّصَ الْقَبْرُ وَ اَنْ یُّقْعَدَ عَلَیْهِ وَاَنْ یُّبْنٰی عَلَیْهِ

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے قبر کو پختہ بنانے سے اور اس پر بیٹھنے سے اور قبر پر عمارات بنانے سے منع فرمایا ہے (اس حدیث کو امام مسلم نے روایت کیا ہے

وَعَنْ عَائِشَةَ رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهَا اَنَّ قُرَیْشًا اَهَمَّهُمْ شَاْنُ الْمَرْاَةِ الْمَخْزُوْمِیَّةِ الَّتِیْ سَرَقَتْ فَقَالُوْا مَنْ یُّکَلِّمُ فِیْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ؟ فَقَالُوْا وَمَنْ یَّجْتَرِئُ عَلَیْهِ اِلَّا اُسَامَةُ ابْنُ زَیْدٍ حِبُّ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَکَلَّمَهٗ اُسَامَةُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ تَعَالٰی؟ ثُمَّ قَامَ فَاخْتَطَبَ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا اَهْلَكَ الَّذِیْنَ قَبْلَکُمْ اَنَّهُمْ کَانُوْا اِذَا سَرَقَ فِیْهِمُ الشَّرِیْفُ تَرَکُوْهُ وَاِذَا سَرَقَ فِیْهِمُ الضَّعِیْفُ اَقَامُوْا عَلَیْهِ الْحَدَّ وَایْمُ اللّٰهِ لَوْ اَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ سَرَقَتْ لَقَطَعْتُ یَدَهَا مُتَّفَقٌ عَلَیْهِ وَفِیْ رِوَایَةٍ فَتَلَوَّنَ وَجْهُ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ اَتَشْفَعُ فِیْ حَدٍّ مِّنْ حُدُوْدِ اللّٰهِ! فَقَالَ اُسَامَةُ اسْتَغْفِرْ لِیْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ فَقَالَ ثُمَّ اَمَرَ بِتِلْكَ الْمَرْاَةِ فَقُطِعَتْ یَدُهَا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے بیان کرتی ہیں کہ جس مخزومیہ عورت نے چوری کی تھی اس کے معاملہ میں قریش کو بہت سخت پریشانی ہوئی اور کہنے لگے کہ اس کے معاملہ میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کون کچھ عرض کرے پھر خود ہی کہنے لگے کہ حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے محبوب اور پیارے ہیں ان کے علاوہ اس کام کے لئے اور کون جرأت و دلیری کرسکتا ہے چنانچہ حضرت اسامہؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا تم خدا تعالیٰ کی قائم کردہ سزاؤں میں سے کسی سزا کے متعلق سفارش کرتے ہو اس کے بعد حضورؐ نے کھڑے ہوکر خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو! تم سے پہلے لوگوں کو اسی چیز نے تباہ کر دیا کہ اگر ان میں سے کوئی شریف آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو چھوڑ دیتے تھے اور اگر کوئی ضعیف و کمزور آدمی چوری کرتا تھا تو اس کو سزا دیتے تھے (خدا کی قسم) اگر فاطمہ رضی اللہ عنہا بنت (صاحبزادی) محمد صلی اللہ علیہ وسلم بھی چوری کرے (نعوذ باللہ منہ) تو میں البتہ اس کا ہاتھ بھی ضرور کاٹ دوں گا۔ اس حدیث کو امام بخاری و امام مسلم نے روایت کیا ہے) اور ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرۂ انور کا رنگ

صہ یدا گ !! (فرمایا کہ کیا تم خدا کی قائم کردہ سزا میں سفارش کرتے ہو حضرت اسامہؓ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میرے لئے استغفار کیجئے (مجھ سے قصور ہوگیا) بیان کرتے ہیں کہ پھر اس عورت

ہفت روزہ

خدام الدین

لاہور

ایڈیٹر
مناظر حسین نظر

سالانہ چندہ
۱۱ روپے
ششماہی
۶ روپے

فون نمبر ۶۷۵۴۵

جلد ۱۰ ۱۵ رجب المرجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۲۰ نومبر ۱۹۶۴ء شمارہ ۲۷

ملاوٹ کی وبا

غذائی اشیاء میں ملاوٹ کی بیماری وبا کی طرح پھوٹ نکلی ہے۔ جس چیز میں دیکھو ملاوٹ نظر آئے گی۔ حال یہ ہو چکا ہے کہ نہ آٹا اچھا ملتا ہے اور نہ گھی خالص دستیاب ہو سکتا ہے۔ پسی ہوئی ہلدی اور مرچوں میں ملاوٹ عام ہے۔ دودھ میں پانی نہیں ڈالا جاتا بلکہ اب پانی میں صرف رنگ بدلنے کے لئے دودھ ڈالا جا رہا ہے۔ اس کے علاوہ تازہ دودھ کے بجائے ڈبوں کا خشک دودھ پانی میں گھول کر بازار میں بکثرت فروخت ہو رہا ہے۔ بازاری مکھن میں چربی اور نہ جانے کیا کیا ملا کر لوگوں کے ایمان اور صحت دونوں سے کھیلا جا رہا ہے۔ لیکن حکومت ہے کہ ٹس سے مس نہیں ہوتی۔ صرف اعلانات کے ذریعے لوگوں کو طفل تسلیاں دے دیتی ہے اور بس۔ حالانکہ حکومت کا اخلاقی اور آئینی فرض ہے کہ وہ اس صورت حال پر قابو پانے کی پوری پوری اور ایماندارانہ کوشش کرے۔ اور اُس وقت تک چین سے نہ بیٹھے۔ جب تک کہ صورت حال کنٹرول میں نہیں آجاتی۔ غذائی اشیاء میں ملاوٹ کے باعث لوگوں کی صحتیں اس بُری طرح سے برباد ہو رہی ہیں کہ بس توبہ ہی بھلی۔ بیماریاں عام ہو گئی ہیں عوام کے چہرے مدقوق نظر آتے ہیں اور اس پر طرّہ یہ ہے۔ کہ بے کاری اور مہنگائی کے سبب وہ علاج تک نہیں کروا سکتے اور اس طرح اموات اور بیماریوں کی شرح میں معتدبہ اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے

ظاہر ہے ہر بالغ نظر پاکستانی اس صورت حالات کو تشویش کی نگاہ سے دیکھتا ہے کیونکہ اس سے ملک اور عوام دونوں کو ہلاکت کا منہ دیکھنا پڑے گا عوام روز بروز نئی نئی بیماریوں اور پریشانیوں میں مبتلا ہوتے جائیں گے۔ زرمبادلہ کا بیشتر حصہ بیرونی ممالک سے دوائیاں درآمد کرنے میں صرف ہو گا۔ ملک کی اقتصادی حالت تباہ ہو گی اور معاشرہ صحت مند افراد سے محروم ہو کر تباہی اور بربادی کا شکار ہو جائے گا دوسری طرف ملاوٹ کرنے والوں کی حرامخوری رنگ لائے گی اور وہ ایمان و اخلاق کی نعمتوں سے محروم ہو کر خدا اور مذہب سے اتنے دور ہو جائیں گے۔ کہ پھر کوئی طاقت انہیں راہ راست پر نہ لا سکے گی نتیجتاً معاشرہ درندوں کی آماجگاہ بن جائیگا اور ملک میں ہر طرف درندگی کھل کھیلے گی۔

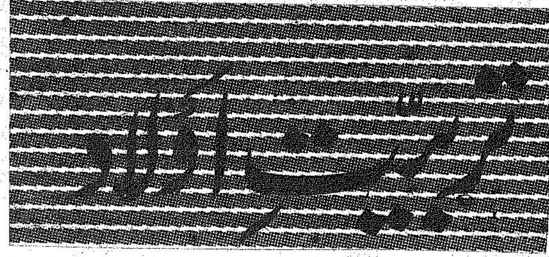
صاف واضح ہے کہ اس صورت حال کا سدّباب ملکی و ملّی فریضہ ہے۔ اور حکومت کو جلد از جلد اس طرف متوجہ ہونا چاہئے نہ صرف اس طرف متوجہ ہونا چاہئے بلکہ اپنی پوری طاقت اس وباء کا انسداد کرنے میں صرف کرنی چاہئے۔ اس میں شک نہیں کہ حکومت اس سلسلے میں کافی واویلا کرتی ہے۔ مختلف لیبارٹریاں اور عملہ بھی اس بیماری کی روک تھام کے لئے موجود ہے لیکن جہاں تک حالات و واقعات کا تعلق ہے۔ یہی عملہ جو اس بیماری کے انسداد کے لئے مقرر ہے۔ درحقیقت اس بیماری کے فروغ کا حقیقی باعث ہے۔ اور یہی عملہ ہے۔ جو ملاوٹ کرنے والوں سے باقاعدہ تنخواہیں وصول کرتا ہے لیبارٹریوں کا معاملہ بھی اس کے برعکس نہیں۔ وہاں بھی یہی ہوتا ہے۔ کہ ملاوٹی نمونے لیبارٹریوں کو بھیجے جاتے ہیں۔ لیکن رشوت چلتی ہے اور ملاوٹی نمونوں کو اصلی نمونوں سے بدل دیا جاتا ہے جس کے باعث رپورٹ مجرموں کے حق میں ہو جاتی ہے اور وہ قانون کی زد سے صاف طور پر بچ جاتے ہیں۔ فوڈ انسپکٹروں کی جائدادوں کا جائزہ لیا جائے۔ تو یہ بات فوراً سامنے آجائے گی کہ وہ دنوں اور مہینوں میں نئی جائدادیں کھڑی کرتے ہیں۔ جو ظاہر ہے کہ صرف رشوت کے صدقے میں تعمیر ہوتی ہیں۔ ورنہ ان کی تنخواہیں کوئی اتنی زیادہ نہیں ہیں۔ کہ وہ جائدادیں بنا سکیں۔ اب اندازہ فرما لیجئے کہ اگر چوکیدار ہی چوروں سے رشوت کھانے لگے۔ تو چوری کی وارداتوں سے کس کو نجات مل سکتی ہے! ہمارے خیال میں حکومت کو محض زبانی دعوے کرنے اور بددیانتوں کو صرف دھمکیاں دینے کی پالیسی ترک کر دینی چاہئے یہ ہتھیار کند بھی ہے، فرسودہ بھی ہو چکا ہے اور اوچھا بھی پڑتا ہے۔ ملاوٹ فقط اسی روز دور ہو سکے گی۔ جس روز سرکاری عملہ درست ہو جائے گا۔ اس میں خوف خدا اور مذہب دوستی کا جذبہ بیدار ہو گا اور مجرموں اور بددیانتوں کو بلا لومتہ لائم بغیر کسی لحاظ کے قرار واقعی سخت اور شرعی سزائیں دی جائیں گی ورنہ یہ بیماری کبھی دور نہ ہو گی۔ ہرگز دور نہ ہو گی۔

بلوں کی ادائیگی میں تاخیر

ہم بار بار ایجنٹ حضرات کی خدمت میں یہ درخواست کر چکے ہیں کہ وہ بلوں کی ادائیگی میں تاخیر یا کوتاہی نہ فرمائیں اور اس طرح ایک دینی اور اصلاحی پرچہ کے زوال کا باعث نہ بنیں۔ لیکن ہماری آواز صدا بصحرا ثابت ہوئی ہے اور بعض ایجنٹ حضرات نے ابھی تک اس طرف توجہ نہیں فرمائی ہمیں سخت افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ صورت حال انتہائی تشویشناک ہے نادہند ایجنٹ حضرات کو اپنے ایمان کا محاسبہ کرنا چاہئے اور جن حضرات نے بلوں کی ادائیگی میں کسی عذر کی وجہ سے تاخیر روا رکھی ہے۔ انہیں جلد از جلد بلوں کی ادائیگی فرما کر اسلام دوستی کا ثبوت دینا چاہئے

ماہ اکتوبر ۱۹۶۴ء کے بل روانہ کر دیے گئے ہیں ایجنٹ حضرات سے درخواست ہے کہ وہ ادائیگی فی الفور فرمائیں ورنہ ترسیل بنڈل روک دی جائے گی

مجلس ذکر ۷ر رجب المرجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۲ر نومبر ۱۹۶۴ء



حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ و کفٰی و سلامٌ علیٰ عبادہ الذین اصطفٰی ۔ امّا بعد :۔

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ دفعہ شکر ہے کہ اس نے ہمیں اپنی یاد کی توفیق عطا فرمائی ۔ حضرتؒ مجلسِ ذکر کے بعد اصلاح حال اور تزکیۂ نفس کے لئے کتاب و سنت کی روشنی میں کچھ نہ کچھ ارشاد فرمایا کرتے تھے آج مَیں کچھ تربیت اولاد کے متعلق عرض کرتا ہوں ۔

جس طرح ہم پر نماز پڑھنا فرض ہے ۔ اسی طرح اولاد کی صحیح تربیت ہم پر فرض ہے ۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں ؛۔

قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا ۔

ترجمہ :۔ اپنے نفس اور اپنے اہل و عیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ ۔

حضرت ابراہیمؑ کی دعا ہے ؛۔

رَبِّ هَبْ لِيْ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

ترجمہ :۔ اے اللہ ! مجھے نیک اور صالح فرزند عطا فرما ۔

حضرت نوحؑ کا لڑکا سخت نافرمان تھا ۔ لیکن حضرت نوحؑ اس کے حق میں نیک دعا ہی کرتے رہے ۔ اس پر حکم آیا کہ ؛۔

يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ۔

ترجمہ :۔ اے نوح ! تیرا بیٹا تیرے کنبے میں نہیں کیونکہ اس کے عمل نیک نہیں ۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ صرف نیک اولاد ہی اسلام میں صحیح فرزند قرار دئے جا سکتے ہیں ۔ نا اہل اور نالائق بچوں کی ملت کو ضرورت ہے نہ ملک کو ۔

حضرت لقمان اپنے بیٹے کو تعلیم دیتے ہیں ؛۔

يٰبُنَيَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَ اْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَآ اَصَابَكَ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ

ترجمہ :۔ اے بیٹا ! نماز پڑھا کر ۔ اے بیٹا ! لوگوں کو نیک کاموں کا حکم دیا کر ۔ اور بری باتوں سے روکا کر ۔ اور راہ حق میں جو تکالیف پیش آئیں ان پر صبر کر ۔ اے بیٹا ! زندگی کے عظیم الشان کام یہی ہیں اور لوگوں سے غصے اور غرور سے پیش نہ آنا ۔ زمین پر کبھی اکڑ کر نہ چلنا ۔ اللہ متکبّر کو پسند نہیں کرتا ۔ اپنی چال درمیانی رکھ اور بات نرمی کے ساتھ کر ۔

حضرت لقمانؑ کے نصائح اولاد کی تعلیم و تربیت کا بہترین کورس ہیں ۔

حدیث شریف میں آتا ہے کہ تین چیزوں کا ثواب موت کے بعد بھی ملتا رہتا ہے ۔

۱۔ کوئی شخص کنواں ، سرائے ، مسجد وغیرہ بنا جائے ۔

۲۔ کسی کو علم دین سکھا جائے ۔

۳۔ نیک اولاد چھوڑ جائے ۔

حضرات ! ہم پر فرض ہے کہ ہم اللہ اور اس کے رسولؐ کے حکم کے مطابق اپنی اولاد کو صحیح تربیت دیں ۔ ان کو رزق حلال کھلائیں ۔ کیونکہ اگر ہم نے ان کو حرام کھلانا شروع کر دیا تو وہ کبھی فرمانبردار اولاد نہیں بنے گی ۔

حدیث شریف میں ہے کہ جب بچہ ۷ سال کا ہو جائے تو اس کو نماز پڑھانی شروع کرو ۔ ۱۰ سال کی عمر میں اگر بچہ نماز نہ پڑھے تو اس کو مار پیٹ کر نماز پڑھاؤ ۔ بچپن میں بچوں کا ذہن صاف ہوتا ہے ان کو جس طرف لگائیں گے لگ جائیں گے ۔

۳ سال تک پیار و محبت سے نماز پڑھانے کا حکم ہے ۔ جب بچہ پیار و محبت سے نماز نہ پڑھے تو پھر سختی کا حکم ہے ۔ پیار و محبت اور سختی وہی والدین کریں گے جو خود نمازی ہوں گے اور جو خود نمازی نہیں اُن کی اولاد کیسے نمازی ہوگی اسی لئے اللہ نے حکم دیا ہے کہ پہلے اپنے آپ کو پھر اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ ۔

اگر خدا نخواستہ آپ کی اولاد باوجود کوشش کرنے کے نافرمان ہے تو اس کے لئے دعاءِ خیر مانگتے رہا کریں ۔ حضرتؒ فرمایا کرتے تھے کہ صرف اولاد کی دعا نہ مانگا کرو ۔ بلکہ اللہ تعالیٰ سے نیک اور صالح اولاد کی دعا مانگا کرو ۔ جب اللہ تعالیٰ اولاد دے تو اس کو اعلیٰ اخلاق کی تعلیم دو ۔ ان کو آوارہ اور بُرے لڑکوں کی سوسائٹی سے محفوظ رکھو ۔ اُن کی طرف سے بالکل لاپروا نہ ہو جاؤ ۔ اکثر والدین اولاد کے لئے دعائیں کرتے ہیں تکلیفیں اور مصیبتیں برداشت کرتے ہیں ۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ اولاد دیتا ہے تو ان کی بالکل پرواہ نہیں کرتے سکول سے آنے کے بعد بچے گلیوں اور بازاروں میں گلی ڈنڈا ، گولیاں اور اخروٹ کھیلتے ہیں ۔ شام کو ریڈیو پر سے گانے سنتے ہیں ۔ اور اللہ اللہ کرنے کی بجائے ہر وقت فلمی گانے گاتے رہتے ہیں ۔ نوجوان لڑکے سیر و تفریح کے بہانے سینما میں برے اخلاق کی تعلیم حاصل کرتے ہیں ۔ والدین کی سُستی اور لاپرواہی کی وجہ سے آج کل کے نوجوان اسلام سے دُور ہوتے جا رہے ہیں ۔ ان کو نماز کی بالکل پروا نہیں ۔ علمائے دین کا مذاق کرتے ہیں ۔ صبح سویرے قرآن مجید کی تلاوت کی بجائے اخبار بینی کرتے ہیں ۔

حضرات ! یاد رکھیں ۔ کہ اگر آپ اولاد کی صحیح تربیت نہیں کریں گے تو یہی اولاد قیامت کے دن آپ کے لئے بد دعا کرے گی کہ اے اللہ ! ہمارے والدین کو ہم سے دگنا عذاب

خطبہ جمعہ ۷ر رجب المرجب ۱۳۸۴ھ مطابق ۱۲ر نومبر ۱۹۶۴ء

اللہ کے دوستوں“ نیک بندوں“ کو موت کے وقت بہشت اور اس عالم میں تسکین اور مرغوب روزی کی خوش خبری سنا دی جاتی ہے

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب مدظلہ العالی

الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفیٰ۔ اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم
بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

قولہ تعالیٰ:- اَلَآ اِنَّ اَوۡلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡھِمۡ وَلَا ھُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ۝ اَلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَکَانُوۡا یَتَّقُوۡنَ ۝ لَھُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ذٰلِکَ ھُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ۝ (سورۃ یونس رکوع ۷ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ خبردار بے شک جو اللہ کے دوست ہیں نہ ان پر ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے جو لوگ ایمان لائے اور ڈرتے رہے ان کے لئے دنیا کی زندگی اور آخرت میں خوشخبری ہے۔ اللہ کی باتوں میں تبدیلی نہیں ہوتی یہی بڑی کامیابی ہے۔

اللہ کے نیک بندوں کی سب صفات میں سے عمدہ صفت اللہ کا ڈر ہے جو انہیں عباداتِ الٰہیہ ادا کرنے اور کثرت ذکر اللہ سے حاصل ہوتا ہے جب ان کے دل و دماغ میں معبودِ برحق کا تصور جم جاتا ہے۔ اور جمال جہاں آرا کی رعنائیوں میں محو ہو جاتے ہیں تو جیسے ایک مالک مکان کی موجودگی میں راج اور مزدور ڈرتے ہوئے سارے کام پوری ذمہ داری سے انجام کو پہنچاتے ہیں ایسے ہی اللہ کے نیک بندے اللہ سے ڈرتے ہوئے اپنے سارے زندگی کے اعمال اس کو راضی کرنے کی خاطر کرتے ہیں اور نیک اعمال کرنے کے بعد بھی اُس سے ڈرتے ہی رہتے ہیں کہ کہیں یہ نیکی قابل قبول بھی ہے یا نہیں اور کہیں اس ذاتِ سمیع و بصیر کو ناراض تو نہیں کر بیٹھے۔

قولہ تعالیٰ:- وَالَّذِیۡنَ یُؤۡتُوۡنَ مَآ اٰتَوۡا وَّقُلُوۡبُھُمۡ وَجِلَۃٌ اَنَّھُمۡ اِلٰی رَبِّھِمۡ رٰجِعُوۡنَ ۝ (سورۃ مومنون رکوع ۴ پ ۱۸)

ترجمہ۔ اور جو دیتے ہیں جو کچھ دیتے ہیں اور ان کے دل اس سے ڈرتے ہیں کہ وہ اپنے رب کی طرف لوٹنے والے ہیں۔

ارشاد نبوی

حدیث شریف میں ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت کی گئی ہے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اس آیت کے بارے میں میں نے پوچھا۔ وَالَّذِیۡنَ یُؤۡتُوۡنَ مَآ اٰتَوۡا وَّقُلُوۡبُھُمۡ وَجِلَۃٌ کیا یہ وہ لوگ ہیں جو شراب پیتے اور چوری کرتے ہیں فرمایا نہیں اے صدیق کی بیٹی۔ بلکہ وہی لوگ ہیں جو روزہ رکھتے نمازیں پڑھتے اور صدقہ دیتے ہیں لیکن انہیں اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ یہ اعمال ان سے کہیں قبول نہ کئے جائیں۔

اس آیت کے حاشیہ پر شیخ الاسلام پاکستان حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ

”اپنے عمل پر مغرور نہیں ہوتے نیکی کرنے کے باوجود ڈرتے ہیں“

انسان کا اپنا کوئی کمال نہیں

محترم حضرات! سب نیکیاں اللہ جل شانہٗ کے فضل و کرم اور عنایاتِ بے پایاں سے سرزد ہوتی ہیں کیونکہ دماغ میں فہمید، آنکھوں میں بینائی، کانوں میں شنوائی، زبان میں قوت گویائی اور ہاتھ پاؤں میں پکڑنے اور چلنے پھرنے کی طاقت اُسی کے خزانۂ غیب کے عطیات ہیں۔ انگلیوں کے پوروں میں اور ہر عضو کے جوڑ پر قدرت نے اس قسم کے قبضے ودیعت فرما دیے ہیں کہ سالہا سال کے استعمال سے بھی نہیں گھستے اور حقیقت یہ ہے۔ کہ کوئی اس کے حُسنِ تخلیق کا اندازہ کر ہی نہیں سکتا چنانچہ اگر نیکی کرتے ہوئے کوئی اپنی جان کو بھی جان آفرین کے حوالے کردے تو اس کا اپنا کوئی کمال نہیں۔

جان دی، دی ہوئی اسی کی تھی
حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہ ہوا

ریا کی بیماری

پس انسان مغرور کس بات پر ہو یقین جانئے بدبخت ازلی شیطان —— پرہیزگاروں، خدا کے ولیوں اور نیک بندوں پر حملہ کئے بغیر نہیں رہتا۔ بسا اوقات شیطان کی طرف سے غیر شعوری طور پر نیک کام ریا کا وسوسہ آجاتا ہے جس کو حدیث شریف میں حکیم کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک اصغر کا نام دیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں اللہ جل شانہٗ کو چھوڑ کر غیر کی خوشنودی مدنظر ہوتی ہے اور یہ ایسا پُرخطر مقام ہے۔ کہ اگر اس وسوسہ کو رد نہ کیا جائے۔ تو بارگاہ ایزدی سے اجر پانے کی بجائے جہنم کا ایندھن بننا پڑے گا اعاذنا اللہ منہا وجمیع المسلمین

حدیث شریف میں آتا ہے کہ شہید کی شہادت، عالم کا علم اور سخی کی سخاوت جن میں ناموری اور شہرت کا وسوسہ پڑ گیا ہوگا۔ وہاں جان ثابت ہوں گی چنانچہ ایسے مواقع پر اللہ سے ڈرنے والے نیک بندوں کو چوکس رہنا چاہیئے اور ریا کی بیماری سے بچنا چاہیئے

اس مرض کا طریق علاج قرآن مجید میں موجود ہے

قولہ تعالیٰ:- اِنَّ الَّذِیۡنَ اتَّقَوۡا اِذَا مَسَّھُمۡ طٰٓئِفٌ مِّنَ الشَّیۡطٰنِ تَذَکَّرُوۡا فَاِذَا ھُمۡ مُّبۡصِرُوۡنَ ۝

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ خدا سے

ڈرتے ہیں جب انہیں کوئی خطرہ شیطان سے آتا ہے۔ تو وہ یاد میں لگ جاتے ہیں

شیخ الاسلام کا حاشیہ

شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ حاشیہ پر تحریر فرماتے ہیں۔

"یعنی عام متقین کے حق میں یہ محال نہیں۔ کہ شیطان کا گزر اُن کی طرف ہو اور کوئی چرکہ لگ جائے البتہ متقین کی شان یہ ہوتی ہے کہ شیطان کے اغوا سے ممتد غفلت میں نہیں پڑتے۔ بلکہ ذرا غفلت ہوئی اور خدا کو یاد کرکے چونک پڑے۔ ٹھوکر لگی۔ اور معاً سنبھل گئے۔ سنبھلتے ہی آنکھیں کھل گئیں غفلت کا پردہ اٹھ گیا بدی کا انجام سامنے نظر آنے لگا۔ اور بہت جلد ناز یبا کام سے رک گئے"

گویا شیطان کی اور نیک بندوں کی باہم جنگ کا سلسلہ مدت تک رہے گا شیطان اپنی طرف سے ایسا بھرپور وار نیکو کاروں کے ہر عمل پر کرتا ہے کہ جس سے وہ رب العزت کی بارگاہ میں مردود ہو جائیں۔ لیکن اللہ کے بندے اس کھلے دشمن کے وار کو اخلاص کی ڈھال پر روک لیتے ہیں۔ تاکہ اعمال صالحہ کی پونجی ضائع ہونے سے بچ جائے اور پھر بھی خشیت الٰہی والی حالت (یعنی ہر نیکی کا کام کرنے کے بعد ڈرتے رہنا) موت تک ان پر طاری رہتی ہے

حضرت انس رضؓ سے مروی ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قریب المرگ نوجوان کے پاس تشریف لے گئے۔ اور دریافت فرمایا کہ تو اپنے آپ کو کس حالت میں پاتا ہے۔ عرض کی یا رسول اللہ! اللہ سے (بخشش کی) امید رکھ رہا ہوں اور اپنے گناہ کی وجہ سے ڈر بھی رہا ہوں۔ آپؐ نے فرمایا کہ ایسے موقعوں پر جب بھی کسی بندے کے دل میں یہ دو باتیں جمع ہو جاتی ہیں تو اللہ تعالیٰ اُسے وہی چیز دیتا ہے۔ جس کی وہ تمنا رکھتا تھا۔ (یعنی مغفرت) اور اسے امن میں رکھ لیتا ہے۔ جس سے وہ ڈرتا تھا (یعنی عذاب)

(رواہ الترمذی وابن ماجہ)

موت کے وقت خوشخبری

قولہ تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلٰٓئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِيْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ (حم السجدۃ رکوع ۴ پارہ ۲۴)

ترجمہ۔ بے شک جنہوں نے کہا تھا۔ کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر اُس پر قائم رہے اُن پر فرشتے اتریں گے کہ تم خوف نہ کرو۔ اور غم نہ کرو اور جنت میں خوش رہو جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔

شیخ الاسلامؒ کا حاشیہ

یعنی دل سے اقرار کیا اور اس پر قائم رہے اُس کی ربوبیت و الوہیت میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا نہ اس یقین و اقرار سے مرتے دم تک ہٹے نہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلا جو کچھ زبان سے کہا تھا اُس کے مقتضاء پر اعتقاداً و عملاً جمے رہے اللہ کی ربوبیت کاملہ کا حق پہچانا۔ جو عمل کیا خالص اُس کی خوشنودی اور شکر گزاری کے لئے کیا اپنے رب کے عائد کئے ہوئے حقوق و فرائض کو سمجھا اور ادا کیا۔ غرض ماسوا سے منہ موڑ کر سیدھے اسی کی طرف متوجہ ہوئے اور اسی کے راستہ پر چلے ایسے مستقیم الحال بندوں پر موت کے قریب اور قبر میں پہنچ کر اور اس کے بعد قبروں سے اُٹھنے کے وقت اللہ کے فرشتے اُترتے ہیں۔ جو تسکین و تسلی دیتے اور جنت کی بشارتیں سناتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اب تم کو ڈرنے اور گھبرانے کا کوئی موقع نہیں رہا۔ دنیائے فانی کے سب فکر و غم ختم ہوئے اور کسی آنے والی آفت کا اندیشہ بھی نہیں رہا۔ اب ابدی طور پر ہر قسم کی جسمانی و روحانی خوشی اور تمہارے لئے ہے اور جنت کے جو وعدے انبیاء علیہم السلام کی زبانی کئے گئے تھے۔ اب وہ تم سے ایفا کئے جانے والے ہیں۔ یہ وہ دولت ہے جس کے ملنے کا یقین حاصل ہونے پر کوئی فکر اور غم آدمی کے پاس نہیں پھٹک سکتا۔

حدیث شریف میں گواہی

عبادہ رضؓ بن صامت نے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے جو شخص اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اللہ بھی اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ تب عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ یا آپ کی بعض ازواج مطہرات نے فرمایا۔ بے شک ہم تو موت کو ناپسند کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ بات نہیں ہے۔ اور لیکن مومن جب اس کو موت آتی ہے۔ تو اُسے اللہ کی رضا اور اس کی بارگاہ کی عزت کی خوش خبری سنائی جاتی ہے۔ پھر اس کو کوئی چیز اس سے زیادہ پیاری نہیں ہوتی جو اس کے لئے (آگے) ہے پھر اللہ کی ملاقات کو پسند کرتا ہے۔ اور اللہ اس کی ملاقات کو پسند کرتا ہے اور بے شک کافر جب قریب المرگ ہوتا ہے تو اسے اللہ کے عذاب کی خوشخبری دی جاتی ہے پھر اس کے خیال میں اس سے زیادہ اور کوئی چیز ناپسند نہیں ہوتی جو اسے آگے آنے والی ہے پھر اللہ کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔ اور اللہ اُس کی ملاقات کو ناپسند کرتا ہے۔

دوسری شہادت

ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرنے والے کے پاس فرشتے آتے ہیں۔ اگر نیک آدمی ہو تو اسے کہتے ہیں۔ اے پاکیزہ نفس جو تو پاک وجود میں تھا۔ نکل آ (بارگاہ الٰہی میں تم) تعریف کئے ہوئے ہو۔ تمہیں (خدا تعالیٰ کی طرف سے) آرام اور رزق کی خوشخبری دیجاتی ہے (الحدیث)

نتیجہ

حدیث شریف کی دونوں شہادتوں سے یہ نکلا کہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کو مرنے کے وقت بہشت اور اگلے جہان میں آرام اور رزق کی خوشخبری سنائی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ جل شانہٗ وعم نوالہٗ سے دعا ہے کہ وہ ہم سب کو مرتے وقت اس خوشخبری سے مشرف فرمائے۔ آمین یا الٰہ العالمین

میاں غلام حسین قلعہ گوجر سنگھ لاہور

اللہ تعالیٰ کی رضا دنیوی واخروی نعمتوں سے افضل ہے

وَعَدَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَمَسٰکِنَ طَیِّبَةً فِیْ جَنّٰتِ عَدْنٍ وَرِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَکْبَرُ ذٰلِکَ هُوَ الْفَوْزُ الْعَظِیْمُ (پارہ ۱۰ التوبہ آیت ۷۲)

ترجمہ۔ اللہ نے ایمان والے مردوں اور ایمان والی عورتوں کو باغوں کا وعدہ دیا ہے۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی۔ ان میں ہمیشہ رہنے والے ہونگے۔ اور عمدہ مکانوں اور ہمیشگی کے باغوں میں اور اللہ کی رضا سب سے بڑی ہے۔ یہی وہ بڑی کامیابی ہے۔

حاشیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ

تمام نعمائے دنیوی و اخروی سے بڑھ کر حق تعالےٰ کی رضا اور خوشنودی ہے۔ جنت بھی اسی لئے مطلوب ہے۔ کہ وہ رضائے الٰہی کا مقام ہے۔ حق تعالیٰ مومنین کو جنت میں ہر قسم کی جسمانی و روحانی نعمتیں ومسرتیں عطا فرمائے گا۔ مگر سب سے بڑی نعمت محبوب حقیقی کی دائمی رضا ہے۔ حدیث صحیح میں ہے کہ حق تعالےٰ اہل جنت کو پکارے گا۔ جنتی لبیک کہیں گے دریافت فرمائے گا هَلْ رَضِیْتُمْ یعنی اب تم خوش ہوگئے ہو۔ جواب دیں گے۔ کہ پروردگار خوش نہ ہونے کی کیا وجہ؟ جب کہ آپ نے ہم پر انتہائی انعام فرمایا ہے ارشاد ہوگا۔ هَلْ اُعْطِیْکُمْ اَفْضَلُ مِنْ ذٰلِکَ یعنی جو کچھ اب تک دیا گیا ہے۔ کیا اس سے بڑھ کر ایک چیز لینا چاہتے ہو۔ جنتی سوال کریں گے۔ کہ اے پروردگار اس سے افضل کیا چیز ہوگی؟ اس وقت فرمائیں گے اُحِلُّ عَلَیْکُمْ رِضْوَانِیْ فَلَا اَسْخَطُ عَلَیْکُمْ بَعْدَهٗ اَبَدًا۔ اپنی دائمی رضا اور خوشنودی تم پر اتارتا ہوں جس کے بعد کبھی خفگی اور ناخوشی نہ ہوگی۔ رَزَقَنَا اللّٰهُ وَسَائِرَ الْمُؤْمِنِیْنَ هٰذِهِ الْکَرَامَةَ الْعَظِیْمَةَ الْبَاهِرَةَ۔

نفسیات کا یہ عام قانون ہے۔ کہ آدمی جس چیز کی دھن میں لگا رہتا ہے رفتہ رفتہ اس کی خُوبُو اس میں پیدا ہو جاتی ہے۔ حق تعالیٰ کی دُھن سے بہتر اور کسی کی دُھن ہو سکتی ہے۔ دن کا زیادہ حصّہ اسی دُھن میں گذار دو۔ گفتار کو چھوڑ کر اس کارِ بزرگ میں لگ جاؤ۔ تم پر سرور اور فرح کے دروازے کھُل جائیں گے۔ اور اطمینان قلب جو دنیا کی کسی چیز سے حاصل نہیں ہو سکتا وہ بھی حاصل ہو جائے گا۔ جو لذت حقتعالیٰ کی یاد میں ہے اور جو مستی اس کی یافت و شہود سے حاصل ہوتی ہے اس کے مقابلہ میں لذاتِ جہاں ہیچ ہیں۔ اس دولت کے حاصل ہونے کے بعد پھر نہ کسی چیز کے حصول سے تمہیں لذت حاصل ہوگی اور نہ اللہ تعالیٰ کو رکھ کر تمہیں کسی چیز کی خواہش رہے گی۔ کسی نے کیا اچھا کہا ہے ؎

لِکُلِّ شَیْئٍ اِذَا فَارَقْتَهٗ عِوَضٌ
وَلَیْسَ لِلّٰهِ اِنْ فَارَقْتَ مِنْ عِوَضٍ

ہر چیز کا جو تجھ سے جاتی رہے بدلہ ہے یعنی اگر اللہ تجھ سے جاتا رہے تو اس کا کوئی بدلہ نہیں ہے۔

ایک بزرگ کا قول ہے وائے حسرت ان محجوبین پر جن کو اپنا محجوب ہونا بھی معلوم نہیں ہوتا۔ ہمارے دل کی آنکھیں اندھی ہو گئی ہیں۔ اور باطن مکدر ہو گیا ہے اس لئے ہمیں محسوس ہی نہیں ہوتا۔ کہ حق تعالےٰ ہم سے ناراض ہے۔ بدنصیب ہے وہ جس کو حق تعالےٰ ہاتھ نہ آیا اور اس کی رضا حاصل نہ کی اور دنیا و آخرت میں اس کا قرب نصیب نہ ہوا۔

اے ابن آدم! اگر اللہ تعالےٰ تیرے ہاتھ نہ آیا تو کچھ بھی تیرے ہاتھ نہ آیا۔

کوشش کر کہ حق تعالیٰ تیرے قلب میں غیر کو نہ دیکھے اور تیرے قلب میں غیر کا خوف یا غیر سے محبت یا غیر سے نفع و نقصان کی توقع نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ کے ساتھ تعلق پیدا ہو جاتے اور اس کی رضا حاصل ہو جائے تو یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔ اس کے مقابلے میں تمام دنیوی اور اخروی نعمتیں بالکل ہیچ ہیں۔ بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد ہے کہ مومن اللہ تعالےٰ سے نہ دنیا مانگتا ہے نہ آخرت طلب کرتا ہے بلکہ اپنے مولا سے مولا ہی کو مانگتا ہے۔ بڑا خوش نصیب ہے وہ جس کو مولا مل گیا۔ کوشش کرو کہ دنیا میں اللہ تعالےٰ کے سوا کوئی چیز بھی تمہاری محبوب نہ رہے اور ہر وقت اس کی رضا کی طلب مدِنظر ہو۔

اللہ تعالےٰ کی عبادت اس کی رضا حاصل کرنے کے لئے کرنی چاہیئے جنت حاصل کرنے کے لئے یا دوزخ سے بچنے کے لئے نہیں کرنی چاہیئے۔ اللہ تعالےٰ کی رضا بہت بڑی چیز ہے۔ حق تعالےٰ راضی ہو گیا تو جنت خود بخود مل جائے گی۔ ایک اللہ والے کو آخری وقت میں اس کا ٹھکانا جنت میں دکھایا گیا تو اس نے آنکھیں بند کر لیں اور منہ دوسری طرف پھیر لیا اور کہنے لگا کہ خدایا! اگر میری ساری عمر کی عبادت اور تیرے ساتھ محبت کا یہی صلہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ میں نے عمر ضائع کر دی ہے۔ جنت کو اس کی آنکھوں کے سامنے سے ہٹا لیا گیا۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنا دیدار کرا دیا۔ تو اس کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔

حضرت ابوبکر شبلی رحمۃ اللہ علیہ ایک دن ایک لکڑی جس کے دونو سرے جل رہے تھے ہاتھ میں لئے پھر رہے تھے۔ اور کہہ رہے تھے کہ میرا دل چاہتا ہے کہ بہشت اور دوزخ دونو کو جلا دوں تاکہ ساری مخلوق حق تعالےٰ کی بندگی بغیر کسی

سبب کے کرے اور عبادت میں اس کی رضا کے سوا اور کوئی چیز مطلوب نہ ہو۔ خوش قسمت ہے وہ انسان جو اس حیاتِ فانی میں اپنے مولا کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ اور دنیا سے اس حالت میں رخصت ہوتا ہے کہ اللہ اس سے راضی اور وہ اللہ سے راضی، اور یہ سب سے بڑی کامیابی ہے۔

اللہ تعالٰے کو راضی کرنا آسان ہے
مخلوق کو راضی کرنا
مشکل ہی نہیں ناممکن ہے

اگر مخلوق کسی حد تک راضی ہو بھی جائے تو کیا فائدہ اگر اللہ راضی نہ ہوا۔ اگر ساری مخلوق راضی ہو جائے لیکن اللہ تعالٰے راضی نہ ہوا تو پھر بیڑا غرق۔ دین اور دنیا دونو تباہ ہو جائیں گے۔ اس لئے اللہ کی رضا کو ہر بات میں مقدم رکھو۔ ایک دفعہ ایک میاں بیوی کہیں اکٹھے سفر پر جا رہے تھے۔ میاں نے بیوی کو گھوڑی پر سوار کرا دیا اور خود پیدل چلنے لگا۔ دیکھنے والے کہنے لگے۔ زن مرید جا رہا ہے۔ پھر خود سوار ہو گیا اور بیوی پیدل چلنے لگی۔ تو دیکھنے والے کہنے لگے کہ کیسا ظالم ہے خود سوار ہے اور عورت پیدل جا رہی ہے۔ پھر دونو اکٹھے گھوڑی پر سوار ہو گئے تو دیکھنے والے کہنے لگے کہ جانور پر ظلم کر رہے ہیں۔ پھر دونو اتر کھڑے ہوئے اور پیدل چلنا شروع کر دیا۔ دیکھنے والے کہنے لگے۔ عجب بیوقوف ہیں گھوڑی پاس ہے اور پیدل جا رہے ہیں۔ آخر انہوں نے سمجھا کہ لوگ تو کسی طرح بھی خوش نہیں ہوتے آؤ باری باری سوار ہوتے چلیں۔

انسانی عروج و ارتقاء کی آخری منزل حصول رضائے الٰہی ہے۔ اللہ تعالٰی کو راضی کرنا آسان ہے لیکن مخلوق کو راضی کرنا ناممکن ہے۔ بندے کا جب اپنے مولا سے تعلق قائم ہو جائے تو پھر وہ اپنے ہر کام میں اس کی رضا کو مدِ نظر رکھتا ہے اور کوشش کرتا ہے کہ کوئی ایسا فعل اس سے سرزد نہ ہونے پائے جس سے اس کا مالک ناراض ہو جائے۔ اگر تعلق ہی نہ ہو تو اللہ تعالٰے کے ناراض ہونے کا احساس ہی دل میں پیدا نہیں ہوگا۔ تعلق باللہ ہی درست نہ ہو تو رضا حاصل کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ سوتیلی ماں کو بچہ لاکھ بار اماں کہہ کر پکارے اس کی پکار بے اثر رہے گی۔ نہ ہی پکارنے والے کے دل میں کوئی مستانہ جذبہ پیدا ہوگا نہ سننے والے پر کوئی اثر ہوگا۔ دل سے نکلی ہوئی صدا اثر انداز ہو کر رہتی ہے۔ یہ سب لگن کے کرشمے ہیں۔ اپنے مولا سے تعلق رکھنے والا انسان اگر غلطی سے کوئی گناہ کر بیٹھے اور کوئی نافرمانی اس سے سرزد ہو جائے تو جب وہ بارگاہِ صمدیت میں حاضر ہو کر اپنے گناہ پر ندامت کے آنسو بہاتا ہے۔ اور اپنی غلطی کا اعتراف کرتا ہے تو اللہ تعالٰی کی رحمت کو منہ موڑنا مشکل ہو جاتا ہے۔ انسان بار بار گناہ کرنے کے بعد اگر توبہ کرتا چلا جائے تو حق تعالٰے بار بار توبہ توڑنے والوں کو بھی اپنے دروازے سے نہیں دھتکارتا اور ہر بار اس کے لئے اللہ تعالٰے کی رحمت و بخشش کے دروازے کھلے رہتے ہیں۔ عادی مجرم قرار دیکر رحمت کا دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اس کے برعکس اگر انسان دنیا کے قانون کی مخالفت کر بیٹھے تو جرم ثابت ہونے پر اس کو سخت ترین سزا دی جاتی ہے اور اگر دوبارہ سہ بارہ وہی جرم سرزد ہو جائے تو اس کو عادی مجرم قرار دیا جاتا ہے۔ اور اس کو کوئی رعایت نہیں دی جاتی۔ خدائے رحیم و کریم کی رحمت و بخشش غیر محدود ہے۔ انسان کسی مرحلے پر بھی اس کی عدالت میں حاضر ہو کر اپنے گناہ کا اعتراف کرلے تو وہ مایوس نہیں لوٹتا۔ حق تعالٰے راضی ہو جاتا ہے۔ بندے کے گناہ معاف کر دیتا ہے اور پھر کبھی ان گناہوں کا طعنہ بھی نہیں دیا جاتا۔

رضائے الٰہی کا حصول

رضائے الٰہی بہت بڑی چیز ہے رضا طلبی ہی انسانیت کبریٰ ہے۔ جس ذات سے تعلق کی استواری مطلوب ہو۔ اس کی خواہشات اس کے فرامین اور قوانین کا احترام ضروری ہوتا ہے اپنی خواہشات، ارادوں اور تمناؤں کو خیرباد کہنا پڑتا ہے۔ اس کے بغیر صحیح تعلق قائم ہو ہی نہیں سکتا۔ اللہ تعالٰے کے ساتھ تعلق قائم کرنا ہو تو ہر شعبۂ زندگی میں اس کی رضا کو مدِ نظر رکھنا پڑتا ہے اور اس کے فرامین کے احترام کو پیشِ نظر رکھنا پڑتا ہے۔ اپنی اغراض سے آنکھیں بند کرنی پڑتی ہیں۔ رضا کی وادی پھولوں کی سیج نہیں ہے اس وادی میں قدم قدم پر خاردار جھاڑیاں ہیں جو راستہ روکنے کی کوشش کرتی ہیں۔ انسانیت کی تکمیل ہی اس وقت ہوتی ہے جب انسان اللہ تعالٰی کی رضا کو ہر بات میں محبوب رکھے۔ شدید سے شدید مصائب اور مشکلات بھی تعلق باللہ پر اثرانداز نہ ہو سکیں بلکہ ان کو اپنے مولا کا عطیہ خیال کیا جائے۔ اللہ تعالٰے کا مقرب اور پسندیدہ بننے کے لئے اس کی رضا حاصل کرنی ضروری ہے۔ اور اس کی رضا اپنی خواہشات کو قربان کئے بغیر حاصل ہو ہی نہیں سکتی۔ اللہ تعالٰے کا ارشاد ہے:-

أَفَمَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَ اللَّهِ كَمَنْ بَاءَ بِسَخَطٍ مِّنَ اللَّهِ وَمَأْوَاهُ جَهَنَّمُ ۚ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ

(پارہ ۴ ۔ آل عمران ۱۶۲)

ترجمہ:- آیا وہ شخص جو اللہ کی رضا کا تابع ہے اس کے برابر ہو سکتا ہے جو غضب الٰہی کا مستحق ہوا۔ اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔ اور کیسی وہ بری جگہ ہے۔

تعلق باللہ کی اساس دل ہے۔ اس لئے قلبی تصدیق کا نام ایمان ہے اور جب تک یہ رشتہ استوار نہ ہو تعلق قائم ہو ہی نہیں سکتا حق تعالٰے کی غیرت کبھی گوارا نہیں کرتی کہ وہ اس قلب میں آئے جس میں اس کے سوا کوئی دوسرا بھی موجود

محمد شفیع عمرالدین (حیدرآباد)

وَاللّٰہُ خَیْرُ الرّٰزِقِیْنَ

(اور اللہ بہترین روزی دینے والا ہے)

(۳)

یہ بات ہم سب جانتے ہیں۔ کہ روزی دینے والا اللہ تعالے ہے۔

قُلْ مَنْ یَّرْزُقُکُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ اَمَّنْ یَّمْلِکُ السَّمْعَ وَ الْاَبْصَارَ وَمَنْ یُّخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَیِّتِ وَیُخْرِجُ الْمَیِّتَ مِنَ الْحَیِّ وَمَنْ یُّدَبِّرُ الْاَمْرَ فَسَیَقُوْلُوْنَ اللّٰہُ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝ فَذٰلِکُمُ اللّٰہُ رَبُّکُمُ الْحَقُّ فَمَاذَا بَعْدَ الْحَقِّ اِلَّا الضَّلٰلُ فَاَنّٰی تُصْرَفُوْنَ ۝

(یونس آیت ۳۱-۳۲)

ترجمہ۔ کہو تمہیں آسمان اور زمین سے کون روزی دیتا ہے؟ یا کانوں اور آنکھوں کا کون مالک ہے؟ اور زندہ کو مردہ سے کون نکالتا ہے؟ اور مردہ کو زندہ سے کون نکالتا ہے؟ اور سب کاموں کا کون انتظام کرتا ہے؟ سو کہیں گے کہ اللہ تو کہہ دو کہ پھر (اللہ) سے کیوں نہیں ڈرتے۔ یہی اللہ تو تمہارا سچا رب ہے۔ حق کے بعد گمراہی کے سوا اور ہے کیا؟ سو تم کدھر پھرے جا رہے ہو؟

حاصل یہ نکلا

(۱) آسمان سے بارش بھیج کر سامانِ روزی اللہ تعالیٰ کرتا ہے۔

(۲) ہماری روزی کے لئے زمین سے نباتات اللہ تعالیٰ اُگاتا ہے۔

(۳) ہمارے سننے کے لئے کان اور دیکھنے کے لئے آنکھیں اسی نے عطا فرمائی ہیں۔

(۴) زندہ کو مردہ سے وہی نکالتا ہے جیسے نطفہ اور بیضہ بے جان ہیں۔ ان سے جاندار پیدا کرتا ہے

(۵) مردہ کو زندہ سے نکالتا ہے جیسے نطفہ اور بیضہ مردہ ہیں ان سے زندہ نکالتا ہے۔

(۶) وہی کائنات کے تمام کاموں کی تدبیر کرتا ہے۔

(۷) ہمیں اللہ تعالیٰ کے بندے بن کر رہنا چاہئے۔ اس کے احکام کے مطابق زندگی بسر کرنی چاہئے اس کو چھوڑنا سراسر گمراہی ہے۔

رازقِ حقیقی کا فرمان

وَاْمُرْ اَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا لَا نَسْئَلُكَ رِزْقًا نَحْنُ نَرْزُقُكَ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ (طٰہٰ آیت ۱۳۲)

ترجمہ۔ اور اپنے گھروالوں کو نماز کا حکم کر۔ اور خود بھی اس پر قائم رہ۔ ہم تجھ سے روزی نہیں مانگتے۔ ہم تجھے روزی دیتے ہیں۔ اور پرہیزگاری کا انجام اچھا ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

یعنی اپنے متعلقین اور اتباع کو بھی نماز کی تاکید فرماتے رہئے حدیث میں آپ نے فرمایا کہ بچہ جب سات برس کا ہو جائے تو عادت ڈالنے کے لئے پڑھواؤ جب دس برس کا ہو جائے تو مار کر پڑھاؤ۔

دنیا میں مالک غلاموں سے روزی کمواتے ہیں۔ وہ مالک بندگی چاہتا ہے اور غلاموں کو روزی آپ دیتا ہے۔ (کذا فی المواضح) غرض ہماری نماز سے اس کا کچھ فائدہ نہیں۔ البتہ ہمارا فائدہ ہے کہ نماز کی برکت سے بے غائلہ روزی ملتی ہے۔

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

(طلاق رکوع ۱)

ترجمہ جو اللہ سے ڈرتا ہے۔ اللہ اُس کے لئے نجات کی صورت نکال دیتا ہے اور اُسے رزق دیتا ہے۔ جہاں سے اُسے گمان بھی نہ ہو۔

اس لئے اگر فرض نماز اور کسب معاش میں تعارض ہو تو اللہ تعالے اجازت نہیں دیتا کہ کسب معاش کے مقابلہ میں نماز ترک کردو۔ نماز بہرحال ادا کرنی ہے۔ روزی پہنچانے والا وہی خدا ہے۔ جس کی نماز پڑھتے ہیں۔

الحاصل کسب معاش کے اُن ذرائع کا خدا تعالیٰ نے حکم نہیں دیا جو ادائے فرائض عبودیت میں مخل و مزاحم ہوں انسان کو چاہئے۔ کہ پرہیزگاری اختیار کرے۔ انجام کار دیکھ لے گا۔ کہ خدا کس طرح اس کی مدد کرتا ہے

فرائض عبودیت

بندے کی پیدائش کا مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کرے۔ یہ مقصد تب پورا ہوگا۔ جب وہ اپنی چار روزہ زندگی عین شریعت کے احکام کے مطابق بسر کرے گا اور شریعت میں عائد کردہ سب فرائض عبودیت بجا لائے گا۔

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ ۝ مَآ اُرِيْدُ مِنْهُمْ مِّنْ رِّزْقٍ وَّمَآ اُرِيْدُ اَنْ يُّطْعِمُوْنِ ۝ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ ذُو الْقُوَّةِ الْمَتِيْنُ ۝

(الذریت آیت ۵۶ تا ۵۸)

ترجمہ۔ اور میں نے جن اور انسان کو جو بنایا ہے تو صرف اپنی بندگی کے لئے۔ میں ان سے کوئی روزی نہیں چاہتا ہوں اور نہ ہی چاہتا ہوں کہ وہ مجھے کھلائیں بے شک اللہ ہی بڑا روزی دینے والا زبردست طاقت والا ہے

اب جو شخص اللہ تعالیٰ کی بندگی نہ کرے گا اور تعلق باللہ خراب کریگا اس کا ٹھکانہ مرنے کے بعد جہنم ہے

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِيْنَ ۝

(المؤمن آیت ۶۰)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ میری عبادت سے سرکشی کرتے ہیں عنقریب وہ ذلیل ہو کر دوزخ میں داخل ہوں گے۔

(اللھم لا تجعلنا منھم)

اسباب روزی

تعلق باللہ خراب کرنے والے اس حقیقت کو کیوں فراموش کر دیتے ہیں کہ آسمان اور زمین میں اسباب روزی پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے۔ اس وحدہٗ لاشریک

له کا در چھوڑنا محض باطل پرستی اور گمراہی ہے

اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ○ (النمل آیت ۶۴)

ترجمہ۔ بھلا کون ہے جو از سر نو خلقت کو پیدا کرتا ہے۔ پھر اسے دوبارہ بنائے گا؟ اور کون ہے۔ جو تمہیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے؟ کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے؟ کہدے اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے کے لئے بندے کے پاس کوئی حجت اور دلیل نہیں

اِنَّمَا اللّٰهُ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ (النساء آیت ۱۷۱)

ترجمہ۔ بے شک اللہ اکیلا معبود ہے

اللہ تعالیٰ کا واضح فرمان ہے۔

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا (النساء آیت ۳۶)

ترجمہ۔ اور اللہ کی بندگی کرو۔ اور کسی کو اس کا شریک نہ کرو۔

مشرک کی کوئی نیکی اور عمل قابل قبول نہیں

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَلَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○ (الزمر آیت ۶۵)

ترجمہ۔ اگر تم نے شرک کیا تو ضرور تمہارے عمل برباد ہو جائیں گے۔ اور تم نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگے

مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے۔

وَوَيْلٌ لِّلْمُشْرِكِيْنَ ○ (حم السجدہ آیت ۶)

ترجمہ۔ اور مشرکوں کے لئے ہلاکت ہے

مشرک دوزخ میں جائیں گے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ وَالْمُشْرِكِيْنَ فِيْ نَارِ جَهَنَّمَ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا اُولٰٓئِكَ هُمْ شَرُّ الْبَرِيَّةِ ○ (البينة آیت ۶)

ترجمہ۔ بے شک جو لوگ اہل کتاب میں سے منکر ہوئے اور مشرکین وہ دوزخ کی آگ میں ہوں گے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔ یہی لوگ بدترین مخلوق ہیں بندے کے ذمے فرض ہے کہ وہ شرک سے بچے۔

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ○ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ○ (البقرہ آیت ۲۱-۲۲)

ترجمہ۔ اے لوگو! اپنے رب کی عبادت کرو جس نے تمہیں پیدا کیا اور انہیں جو تم سے پہلے تھے۔ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔ جس نے تمہارے لئے زمین کو بچھونا اور آسمان کو چھت بنایا اور آسمان سے پانی اتارا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کے لئے پھل نکالے۔ سو کسی کو اللہ کا شریک نہ بناؤ۔ حالانکہ تم جانتے ہو۔

بے شمار احسانات

اَللّٰهُ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِيَ فِي الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ وَسَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ ○ وَسَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ○ وَاٰتٰىكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا اِنَّ الْاِنْسَانَ لَظَلُوْمٌ كَفَّارٌ ○ (ابراہیم آیت ۳۲-۳۴)

ترجمہ۔ اللہ وہ ہے جس نے آسمان اور زمین بنائے اور آسمان سے پانی نازل کیا۔ پھر اس سے تمہارے کھانے کو پھل نکالے۔ اور کشتیاں تمہارے تابع کردیں تاکہ دریا میں اس کے حکم سے چلتی رہیں۔ اور نہریں تمہارے تابع کر دیں۔ اور سورج اور چاند کو تمہارے تابع کر دیا جو ہمیشہ چلنے والے ہیں اور تمہارے لئے رات اور دن کو تابع کیا۔ اور جو چیز تم نے اس سے مانگی۔ اس نے تمہیں دی اور اگر اللہ کی نعمتیں شمار کرنے لگو۔ تو انہیں شمار نہ کر سکو۔ بے شک انسان بڑا بے انصاف ناشکرا ہے۔

حاشیہ حضرت شیخ الاسلام مولانا عثمانیؒ

(۱) یعنی آسمان کی طرف سے پانی اتارا یا یہ...... مطلب ہو کہ بارش کے آنے میں بخارات وغیرہ ظاہری اسباب کے علاوہ غیر مرئی طور پر اس درجہ حرارت کا استفادہ کرتا ہے۔ جو دوسری چیزیں نہیں کرتیں چاند سمندر سے کتنی دور ہے۔ مگر اس کے گھٹنے اور بڑھنے سے سمندر کے پانی میں جزر و مد پیدا ہو جاتا ہے۔ اسی طرح اگر بادل بھی کسی سماوی خزانہ سے غیر محسوس طریقہ پر مستفید ہوتا ہو تو کون سی بڑی بات ہے۔

(۲) (فاخرج به من الثمرات) یعنی حق تعالیٰ نے اپنے کمال قدرت و حکمت سے پانی میں ایک قوت رکھی جو درختوں اور کھیتوں کے نشوونما اور بار آور ہونے کا سبب بنتی ہے۔ اسی کے ذریعہ پھل اور میوے ہمیں کھانے کو ملتے ہیں۔

(وسخر لکم الفلک) یعنی سمندر کی خوفناک لہروں میں ذرا سی کشتی پر سوار ہو کر کہاں سے کہاں پہنچتے ہو۔ اور کس قدر تجارتی یا غیر تجارتی فوائد حاصل کرتے ہو یہ خدا ہی کی قدرت اور حکم سے ہے کہ سمندر کے تھپیڑوں میں ذرا سی ڈونگی کو ہم جدھر چاہیں لئے پھرتے ہیں۔

(وسخر لکم الشمس والقمر) یعنی ندیوں میں پانی کا آنا اور کہیں سے کہیں پہنچنا گو کشتی کی طرح تمہارے کہنے میں نہیں تاہم تمہارے کام میں وہ بھی لگی ہوئی ہیں۔ اسی طرح چاند سورج جو ایک معین نظام اور ضابطہ کے موافق چل رہے ہیں۔ کبھی تھکتے نہیں نہ رفتار میں فرق پڑتا ہے یا رات اور دن ایک دوسرے کے پیچھے ٹھہری ہوئی عادت کے موافق ہمیشہ چلے آتے ہیں۔ یہ سب چیزیں گو اس معنیٰ سے تمہارے قبضہ میں نہیں کہ تم جب چاہو۔ اُن کی قدرتی حرکت و تاثیر کو پھیر دو۔ تاہم تم بہت سے تصرفات و تدابیر کرکے ان کے اثرات سے بے شمار فوائد حاصل کرتے ہو اور انسانی تصرف تدبیر سے قطع نظر کرکے بھی وہ قدرتی طور ہر وقت تمہاری کسی نہ کسی خدمت میں لگے ہوئے ہیں۔ تم سوتے ہو وہ تمہارا کام کرتے ہیں۔ تم چین سے بیٹھے ہو وہ تمہارے لئے سرگرداں ہیں۔

(واتٰکم من کل ما سالتموہ) یعنی جو چیزیں تم نے زبان قال یا حال سے طلب کیں اُن میں ہر چیز کا جس قدر حصہ حکمت و مصلحت کے موافق تھا۔ مجموعی طور پر تم سب کو دیا۔

(وان تعدوا نعمت الله لا تحصوھا) یعنی خدا کی نعمتیں اتنی بے شمار بلکہ غیر متناہی ہیں کہ اگر تم مل کر اجمالاً

(باقی صفحہ ۱۶ پر)

حاجی کمال الدین صاحب لاہور

اکرام مہمان

حدیث: حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص اللہ جلشانہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہو۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اپنے مہمان کا اکرام کرے۔ مہمان کا جائزہ ایک دن رات ہے اور مہمانی تین دن رات۔ اور مہمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ اتنا طویل قیام کرے جس سے میزبان مشقت میں پڑ جائے۔ (مشکوٰۃ)

اس حدیث میں حضورؐ نے دو ادب ارشاد فرمائے ہیں۔ ایک میزبان کے متعلق اور دوسرا مہمان کی بابت۔ میزبان کا ادب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے تو اس کو چاہئے کہ مہمان کا اکرام کرے اور مہمان کا اکرام یہ ہے کہ کشادہ روئی اور خوش خلقی سے پیش آئے۔ نرمی سے گفتگو کرے۔

ایک حدیث میں ہے کہ سنت یہ ہے کہ آدمی مہمان کے ساتھ گھر کے دروازے تک مشایعت کے لئے جائے۔

حضرت عقبہؓ حضورؐ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص مہمانی نہ کرے اس میں کوئی خیر نہیں۔

حضرت سمرہؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ مہمان کی ضیافت کا حکم فرمایا کرتے تھے۔

ایک شخص نے دیکھا کہ حضرت علیؓ رو رہے ہیں۔ اس نے سبب پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ سات دن سے کوئی مہمان نہیں آیا۔ مجھے اس کا ڈر ہے کہ کہیں حق تعالیٰ نے میری اہانت کا ارادہ تو نہیں کر لیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیث بالا میں مہمان کے اکرام کا حکم فرمانے کے بعد ارشاد فرمایا ہے کہ اس کا جائزہ ایک دن رات ہے۔ اس کی تفسیر میں علماء کے چند قول ہیں۔ حضرت امام مالکؒ سے یہ نقل کیا گیا ہے کہ اس سے مراد اکرام و اعزاز اور خصوصی تحفے ہیں یعنی ایک دن رات تو اس کے اعزاز میں اچھا کھانا تیار کرے اور باقی ایام میں معمولی مہمانی۔ اس کے بعد پھر علماء کے اس میں دو قول ہیں کہ تین دن کی مہمانی جو حضورؐ کے پاک ارشاد میں وارد ہوئی ہے۔ وہ اس دن کے بعد ہے یعنی مہمانی کا حق چار دن ہوگئے یا وہ ایک دن خصوصی اعزاز کا بھی ان ہی تین دن میں داخل ہے۔

دوسرا مطلب یہ ہے کہ جائزہ سے مراد ناشتہ ہے راستہ کا۔ اور حاصل یہ ہے کہ اگر مہمان قیام کرے تو تین دن کی مہمانی ہے اور قیام نہ کر سکے تو ایک دن کا ناشتہ۔

تیسرا مطلب یہ ہے کہ جائزہ سے مراد گذر ہے اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص مستقل ملاقات کے لئے آئے اس کا حق تین دن قیام کا ہے اور جو راستے میں گذرتے ہوئے ٹھہر جائے کہ اصل مقصود آگے جانا تھا یہ جگہ راستے میں پڑ گئی اس لئے یہاں بھی قیام کر لیا تو اس کے قیام کا حق صرف ایک دن ہے اور ان سب اقوال کا خلاصہ مختلف حیثیات سے مہمان کے اکرام کا اہتمام ہی ہے کہ ایک دن کا اس کا خصوصی انتظام کھانے کا کرے اور روانگی کے وقت ناشتہ کا بھی بالخصوص ایسے راستوں میں جہاں راستہ میں کھانا نہ مل سکے۔

دوسرا ادب حدیث بالا میں مہمان کے لئے ہے کہ کہیں جا کر اتنا طویل قیام نہ کرے جس سے میزبان کو تنگی اور دقت پیش آئے۔

ایک اور حدیث میں اس لفظ کی جگہ یہ ارشاد ہے کہ اتنا نہ ٹھیرے کہ میزبان کو گناہ گار بنا دے یعنی یہ کہ اس کے طویل قیام کی وجہ سے میزبان اس کی غیبت کرنے لگے یا کوئی ایسی حرکت کرے جس سے مہمان کو اذیت ہو یا مہمان کے ساتھ کسی قسم کی بدگمانی کرنے لگے۔ کہ یہ سب امور گناہ گار بنانے والے ہیں۔ لیکن یہ سب کچھ اس صورت میں ہے کہ میزبان کی طرف سے مہمان کے قیام پر اصرار اور تقاضا نہ ہو یا اس کے انداز سے غالب گمان یہ ہو کہ زیادہ قیام اس پر گراں نہیں ہے۔

ایک حدیث میں ہے۔ کسی نے عرض کیا یا رسول اللہؐ! کیا چیز ہے جو اس کو گناہ میں ڈالے۔ فرمایا۔ اس کے پاس اتنا قیام کرے کہ میزبان کے پاس اس کے کھلانے کو کچھ نہ ہو۔

حافظ کہتے ہیں کہ اس میں حضرت سلمانؓ کا اپنے مہمان کے ساتھ ایک قصہ پیش آیا جس کو امام غزالیؒ نے نقل فرمایا ہے۔

حضرت ابو وائل کہتے ہیں کہ میں اور میرا ساتھی حضرت سلمانؓ کی زیارت کے لئے گئے۔ انہوں نے جو کی روٹی اور نیم کوفتہ نمک ہمارے سامنے رکھا۔ میرا ساتھی کہنے لگا کہ اگر اس کے ساتھ سعتر (پودینے کی ایک قسم ہے) ہوتا تو بڑا لذیذ ہوتا۔ حضرت سلمانؓ تشریف لے گئے اور وضو کا لوٹا گروی رکھ کر سعتر خرید لائے۔ جب ہم کھا چکے تو میرے ساتھی نے کہا۔

الحمد للہ الذی قنعنا بما رزقنا۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں ماحضر پر قناعت کی توفیق عطا فرمائی۔ حضرت سلمانؓ نے فرمایا کہ اگر تمہیں ماحضر پر قناعت ہوتی تو میرا لوٹا رہن نہ رکھا جاتا۔ حاصل یہ ہے کہ میزبان پر ایسی فرمائشیں کرنا جس سے اس کو دقت ہو۔ یہ بھی میزبان کو تنگی میں ڈالنے والی ہیں۔ دوسرے کے گھر جا کر چناں چنیں کرنا یہ چاہئے وہ چاہئے ہرگز مناسب نہیں ہے۔ جو وہ حاضر کر رہا ہے۔ اس کو صبر و شکر سے بشاشت کے ساتھ کھا لینا چاہئے۔ فرمائشیں کرنا بسا اوقات میزبان کی دقت اور تنگی کا سبب ہوتا ہے۔ البتہ اگر میزبان کے حال سے یہ اندازہ ہو کہ وہ فرمائش سے خوش ہوتا ہے۔ مثلاً فرمائش کرنے والا کوئی محبوب

محمد عثمان غنی بی۔اے

واہ کینٹ میں بچوں کے ختمِ قرآن کی عظیم الشان تقریب

(۲)

امام الانبیاءؐ فرماتے ہیں۔ قبر میں سب سے زیادہ پیٹ بدبودار ہوتا ہے۔ آج پیٹ کے پجاری کہتے ہیں۔ اگر ہمارا بچہ قرآن پڑھے گا تو کھائے گا کہاں سے؟ حالانکہ قرآن پڑھنے کے لئے کوئی خرچ نہیں کرنا پڑتا۔ قرآن مسجد کا، قاری مسجد کا، لوٹا مسجد کا، چٹائی مسجد کی۔ ماں باپ کی ایک دمڑی نہیں لگتی مگر پھر بھی قرآن کی طرف کوئی نہیں آتا۔ سارے پاکستان میں ثابت کر دیجئے کہ کوئی حافظ قرآن بھوکا رہتا ہو۔ اور کچھ نہیں تو سڑک پر کھڑا ہوکر قرآن سنانا شروع کر دے گا پھر بھی روٹی مل ہی جائے گی مگر کیا کریں دنیا دار لوگوں کی عقل اُلٹا سوچتی ہے قرآن سے بچوں کو ناآشنا رکھتے ہیں۔ اور یہی سوچتے رہتے ہیں۔ کہ پی ڈبلیو ڈی کے جنگل ہی میں نوکری مل جائے تو کام بن جائے گا۔

دوسرا مقام برزخ ہے۔ ہم لوگ قرآن کی تلاوت کے بعد پڑھتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ حضرت لاہوری نور اللہ مرقدہٗ فرمایا کرتے تھے۔ لوگو آنکھیں ہوں تو دیکھو قبروں میں کیا بن رہا ہے قرآن وہاں بھی مُونس ہے۔ جن کو دنیا میں قرآن سے الفت ہو قبر میں قرآن اُس الفت کا حق ادا کرتا ہے۔ علماء کرام تشریف فرما ہیں میں تو نام ہی کا پروفیسر ہوں صحیح حدیث ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک صحابی تشریف لائے اور عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم میں ایک سفر پر گیا۔ راستے میں ایک ایک چٹیل میدان ہے۔ وہاں سے مجھے سورہ مُلک پڑھنے کی آواز آئی چاروں طرف نگاہ دوڑائی مگر کوئی نظر نہ آیا۔ لیکن آواز برابر آرہی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے سن سن کر سورہ ملک کو حفظ کرلی حضورؐ نے فرمایا وہاں کسی قرآن سے محبت رکھنے والے کی قبر ہے اور حافظوں کو وہاں بھی قرآن مصحف کی شکل میں دیا جاتا ہے۔ اگرچہ ہماری عقلیں باور کریں یا نہ کریں۔ مگر آج کی سائنس کہتی ہے۔ کہ ہزاروں لاکھوں آوازیں اور شکلیں فضا میں موجود ہیں۔ آج صدر امریکہ واشنگٹن میں بیٹھا ہوا تقریر کر رہا ہوتا ہے۔ مگر اُس کی تصویر ٹیلی ویژن پر یہاں دیکھی جاسکتی ہے۔ اگر مادی تصویروں پر ہمارا یقین ہے۔ تو قبر کے متعلق ہماری عقلیں کیوں کج بحثیاں کرتی ہیں۔

قیامت کے میدان میں بھی قرآن کام آئے گا۔ قرآن کا میٹر قرآن ہے اللہ تعالیٰ وہاں بھی صاحب القرآن سے فرمائیں گے۔ قرآن پڑھتا جا اور اوپر چڑھتا جا۔ آج اگر دفتری زندگی میں نوکریوں کا لالچ دے کر اعلان کر دیا جائے کہ جو کوئی سورۂ بقرۂ یاد کرے گا۔ اُسے پٹواری بھرتی کیا جائے گا۔ تو دیکھئے سب کے سب یاد کرتے ہیں یا نہیں

ان ننھے منے بچوں کے والدین کو میں مبارکباد دیتا ہوں۔ جنہوں نے اپنے لئے برکات وحسنات کا دفتر کھول دیا ہے اپنے بچوں کی زندگی کو ایسے رُخ پر لگا دیا ہے۔ جس میں آج اتنے علماء اور صلحاء تشریف لے آئے ہیں۔ یہ قرآن کے ختم کی پہلی روحانی برکت ہے اللہ تعالیٰ مزید توفیق عطا فرمائیں آمین۔

سب سے آخر میں حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور نے خطاب فرمایا۔ آپ کا تعارف خوشی محمد صاحب نے ان الفاظ میں کرایا۔

تعارف

اب آپ کے سامنے حضرت مولانا قاری عبیداللہ صاحب انور مدظلہ العالی تشریف لاتے ہیں۔ آپ کی ذات ستودہ صفات کا مختصر سا تعارف یہ ہے کہ مخدومنا ومرشدنا شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے تین فرزندان ارجمند ہیں سب سے بڑے صاحبزادہ حضرت مولانا حافظ حبیب اللہ صاحب اٹھارہ ۱۸ سال سے مدینہ منورہ میں بلا معاوضہ درس دیتے ہیں اور مسجد نبویؐ میں درویشانہ زندگی گزار رہے ہیں۔ ایک مرتبہ اُن کو والدہ مرحومہ نے لکھا کہ پاکستان آکے مل جاؤ تو جواب دیا مدینہ چھوڑنے کو دل نہیں چاہتا۔ کیا خبر قدم نکالوں اور دم نکل جائے۔ جہاں اتنا صبر کیا ہے۔ تھوڑا سا اور انتظار کرلو۔ انشاء اللہ عنقریب جنت میں ملیں گے۔ سب سے چھوٹے صاحبزادہ مولانا حافظ حمید اللہ صاحب لاہور میں درس وتدریس کا کام کر رہے ہیں۔ اور کوئی معاوضہ نہیں لیتے۔ تیسرے اور منجھلے بھائی حضرت موصوف ہیں اگرچہ آپ عمر میں نوجوان ہیں مگر اللہ تعالیٰ جس کو چاہیں عالی مرتبہ عطا فرمائیں۔

ع پیا جس کو چاہیں سہاگن بنائیں ——

نوعمری کے باوجود آپ کا احترام بڑے بڑے بزرگ بھی کرتے ہیں۔ چنانچہ خطیب ہزارہ حضرت مولانا محمد اسحاق صاحب نے ۲۲ جولائی ۱۹۶۳ء کو ایبٹ آباد میں آپ کا تعارف کراتے ہوئے فرمایا تھا۔ اگر علمائے پاکستان اور ایک کثیر تعداد میں عوام اس نوعمر ہستی کے پیچھے چلنا فخر سمجھتے ہیں تو آخر ان میں کوئی بات ہے ان کی نوعمری کو نہ دیکھو۔ بلکہ ان کے عالی مرتبہ پر نگاہ رکھو۔ حضرت مولانا عبدالحق صاحب نافع گُل نے ایک مرتبہ فرمایا تھا۔ کہ ۱۹۴۷ء میں مولانا محمد یوسف صاحب بنوری نے کراچی میں مجھ سے بات کرتے ہوئے کہا تھا۔ جو ذہین ہو وہ مخلص نہیں ہوتا اور جو مخلص ہو وہ ذہین نہیں ہوتا مگر خدا کی شان کہ اس نوجوان (یعنی حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور) میں دو نو صفتیں ہیں۔ سرحد میں علمائے کرام کا متفقہ فیصلہ ہے کہ جب مفتی سرحد حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب پوپلزئی کسی مسجد میں پہنچیں تو وہاں وہی نماز پڑھائینگے اور ہر عالم اُن کے پیچھے کھڑا ہوگا۔ جون ۱۹۶۳ء میں جب حضرت مولانا عبیداللہ صاحب انور پشاور تشریف لے گئے اور اتفاق سے اُسی روز وہاں ایک

مشہور عالم دین حضرت مولانا عماد الدین صاحب انصاریؒ کا وصال ہوگیا تو جنازہ کی نماز میں مفتیٔ سرحد کے علاوہ تمام علمائے سرحد موجود تھے مگر سب نے حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ العالی ہی کو آگے بڑھایا۔ یہی نہیں تمام ملک کے علمائے کرام حضرت موصوف کا احترام کرتے ہیں آپ اپنے والدِ محترم حضرت مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے نقشِ قدم پر چلتے ہوئے تمام وہ فرائض باحسن طریق انجام دے رہے ہیں۔ جو دین متین کی خدمت کے سلسلہ میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے عمر عزیز وقف کرکے اپنے ذمہ لے رکھے تھے گویا حضرت موصوف وہی شمع ہاتھ میں لئے قریہ قریہ شہر شہر بستی بستی نورِ ہدایت پھیلا رہے ہیں جو حضرت دین پوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کے واسطے سے ہم لوگوں تک پہنچائی۔ آپ سلسلہ عالیہ قادریہ راشدیہ میں بیعت ہیں اور تشنگان راہ طریقت کو بیعت بھی فرماتے ہیں۔ خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمارے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی یہ نشانی تا دیر صحت و تندرستی کے ساتھ سلامت رہے اور امت کے لئے یہ چشمہ فیض جاری وساری رہے آمین

حضرت مولانا عبید اللہ انور صاحب کا خطاب

بزرگانِ محترم! ساڑھے گیارہ بجے تک وقت تھا وہ ختم ہوا چاہتا ہے۔ میری شان یا میری ذات کے بارے میں جو کچھ کہا گیا ہے۔ اللہ اگر ستاری و غفاری فرمائے تو اُس کے خزانوں میں کمی نہیں مجھے اس طرح ہی بنادے جس طرح مجھ کو خیال کیا جاتا ہے۔ ورنہ من آنم کہ من دانم بہر حال میں دعا کے طور پر یہ قبول کرتا ہوں۔ واقعی اللہ کے مجھ پر بہت احسانات ہیں۔ ایک بزرگ ہستی سے نسبت ہے ع گرچہ خوردیم نسبتے ست بزرگ زبان پر ایک شعر آرہا ہے۔

ے مجھ سے گنہگار کو کیا کیا عطا کیا
اے ذوق کیا ہی شان ہے پروردگار کی

اللہ تعالیٰ کسی شامت اعمال کی وجہ سے یا کسی بدعملی کی وجہ سے یہ نعمت چھین نہ لیں۔ آپ حضرات نے بچوں کو ہدیہ تقسیم کرنے اور اُن کے سر پر ہاتھ رکھنے کے لئے علمائے کرام کو دعوت دی وہ تشریف لے آئے یہ ناچیز بھی حاضر ہوگیا میں بھی چند کلمات عرض کرکے اپنا فریضہ ادا کرتا ہوں ارشاد ربانی ہے:۔

وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِیْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۝ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۝

ترجمہ۔ زمانہ کی قسم ہے بیشک انسان گھاٹے میں ہے مگر جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے اور حق پر قائم رہنے کی اور صبر کرنے کی آپس میں وصیت کرتے رہے۔

قسم ہے زمانے کی یا وقت عصر کی کہ انسان گھاٹے ٹوٹے خسارے میں مبتلا ہے۔ ابتدائے آفرینش سے لے کر آپ انسانی تاریخ کو چھان پھٹک کے دیکھ لیجئے ان اصول اربعہ کو ترک کرنے کی بنا پر ہی اقوام عالم کو ہلاکت کا منہ دیکھنا پڑا۔ جو ان اصول اربعہ کو اپنائے گا۔ وہ اُوپر چڑھے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ قعر مذلت میں غوطے کھائے گا۔ عصر ایک وقت ڈھل رہا ہے۔ شام سامنے آرہی ہے۔ جس طرح برف پگھلتی اور بہتی چلی جارہی ہے۔ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خَیْرُ الْقُرُوْنِ قَرْنِیْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ ثُمَّ الَّذِیْنَ یَلُوْنَهُمْ۔

خیر و برکت کا زمانہ میرا زمانہ ہے۔ اور اس کے بعد ظَهَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ خشکی تری ہر جگہ فساد ہی پائیںگے ہر ایک دوسرے کے خلاف پائیں گے کر رہا ہے۔ باہمی عناد ہے۔ تہذیب کے دعویدار ساری دنیا کے وارث اور حقدار بننا چاہتے ہیں۔ پچھلی جنگ عظیم تہذیب و تمدن کے نام پر لڑی گئی۔ تہذیب کے علمبردار دوسروں کی بربادی کے لئے ہتھیار تیار کرنے میں مصروف ہیں۔ جرمن اپنے سوا کسی کو مہذب خیال نہیں کرتے تھے اُن میں نخوت اور غرور کوٹ کوٹ کے بھرا ہوا تھا اُن کو گھمنڈ تھا۔ اور ساری دنیا پر وہ اپنی تہذیب ٹھونسنا چاہتے تھے۔ لیکن اُن کو خدائی قانون پر یقین نہ تھا کہ انسان گھاٹے میں ہے صحابہ کرامؓ جدا ہوتے وقت ایک دوسرے کو سورۂ عصر سنا کر اپنا فریضہ ادا کیا کرتے تھے کیونکہ اس طرح اُن کو بھولا ہوا سبق یاد آجاتا تھا۔ اس سورت میں تعلیمات قرآنیہ کا خلاصہ عطر کے طور پر کشید کر دیا گیا ہے۔ کسی قوم کی ترقی کے لئے ایمان اٹل، عزم بالجزم کی ضرورت ہے۔ قوم کی خاطر دامے درمے قدمے سخنے قربانی کی ضرورت ہے حضرت علیؓ نے قربانی دے کر ثابت کر دیا کہ واقعی وہ اسلام کی خاطر شہادت دے سکتے ہیں اور قبول کر سکتے ہیں صحابہؓ کے واقعات، تابعین کے واقعات اور تبع تابعین کے واقعات ہمارے لئے خضرِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انگریز کو اس ملک سے نکالنے کے لئے کتنی عظیم قربانیاں دینی پڑیں۔ اللہ اور رسول کے احکام کو بروئے کار لانے کے لئے انسانیت کی ہدایت کے لئے قربانیاں دینی پڑیں گی جو اللہ کے نام پر مرمٹے گا وہ لافانی ہو جائے گا۔ مسلمان اگر یونہی مرجائے گا تو کوئی ہمت نہیں جو شہید ہو وہ زندہ ہے۔ دنیا میں وہی قومیں عروج پاتی ہیں جو اپنا پروگرام رکھتی ہیں اونٹ کی طرح نہیں کہ جس طرح کسی نے کہا چل پڑے مسلمان کے پاس ایک واضح دستور اور مستقل نصب العین ہے۔ یہ زبانی یادداشتوں کا مجموعہ نہیں بلکہ لکھے لکھائے فرامین کا گلدستہ اور مجموعہ ہے ان سب کا خلاصہ اور عطر ان چار سطروں میں کشید کر دیا گیا ہے حضرت ابراہیمؑ کے حالات قرآن شریف کی ۲۵ سورتوں کی ۶۳ آیتوں میں اُن کی قربانی کو سراہا گیا ہے۔ جن قوموں نے شہوات ولذات میں پڑ کر خدا کی یاد سے منہ موڑ لیا۔ اللہ تعالےٰ نے اُن کی شکلیں مسخ کردیں اور انہیں بندر بنا دیا حکومت پھولوں کی سیج یا سر کا تاج ہی نہیں بلکہ بعض اوقات کانٹوں کی مالا بن جایا کرتی ہے۔ آج عرب آپس میں لڑ بھڑ رہے ہیں۔ آئیک مین ساٹھ لاکھ یہودیوں کا قاتل تھا۔ ساٹھ لاکھ مکھیاں اور مچھر مارنا بھی کارے دارد مگر وہ ساٹھ لاکھ انسانوں کا قاتل تھا اُسے پھانسی پر لٹکایا گیا جہاں بھی اصول اربعہ ترک کئے گئے یہی نتیجہ بر آمد ہوا۔ ہم نے بھی یہ ملک اللہ کے نام پر حاصل کیا۔ مگر ہم اللہ کے احکام پر عمل نہیں کرتے۔ کم از کم اپنی ذات اور گھر کی ہی اصلاح کرلیں اس کے بعد تدبیر منزل پھر سیاست مدنیہ اور پھر خلافت کا درجہ آتا ہے۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے۔ یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْا

اَنۡفُسَکُمۡ وَاَھۡلِیۡکُمۡ نَارًا اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔ پھر ارشاد ربانی ہے کُنۡتُمۡ خَیۡرَ اُمَّۃٍ اُخۡرِجَتۡ لِلنَّاسِ ۰ گھر کی اصلاح کے بعد لوگوں کی اصلاح کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ ایک بلند اور عالی حوصلہ مسلمان بے مقصد قدم نہیں اٹھاتا اللہ کے بندے عمل صالح بھی کرتے ہیں اس کے مطابق قربانی بھی دیتے ہیں اور تواصی بالحق ان کا فریضہ ہے۔ جس کو اپنے لئے بہتر خیال کرتے ہیں وہ دوسروں کے لئے بھی کرتے ہیں۔ جو خود اچھا پھل کھاتے ہیں۔ دوسروں کو بھی کھلاتے ہیں۔ اپنے نصب العین کی خاطر قربانیاں بھی دیں گے۔ کیمونسٹ کس طرح رشیا کے اندر اور پھر چائنا میں غالب آئے۔ حالانکہ وہ خدا کے منکر ہیں۔ اگر خدا کی خاطر قربانی کا عزم کر لیا جائے تو انشاء اللہ کامیابی مسلمانوں کے قدم چومے گی۔ آج مسلمان صرف زبانی جمع خرچ پر ایمان رکھتا ہے۔ یہ وطیرہ کسی زمانے میں یہودیوں کا ہوا کرتا تھا۔ اللہ اور اللہ کے رسولؐ کے ساتھ جو عقیدت اور محبت ہونی چاہیئے تھی وہ نہیں ہے ان کا قانون و دستور ہونا چاہیئے تھا۔ وہ نہیں ہے۔

اللہ تعالےٰ نے چھوٹے چھوٹے بچوں کو کلام پاک پڑھنے کی توفیق عطا فرمائی۔ یہ خوش آئند ہے۔ اللہ تعالےٰ ان کو عالم بھی بنائے اور عامل بھی بنائے۔ خود نیک ہوں گے تو نیکی پھیلائیں گے۔ ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات۔

ع۔ جو بڑھے گا مرتبہ اس کا بڑھایا جائیگا

ان کے کیریکٹر پختہ ہوں گے۔ اسلامی صورت اور سیرت ہوگی۔ تو یقیناً اللہ تعالےٰ آخرت میں سرخروئی اور کامیابی عطا فرمائیں گے ہمارا فریضہ تبلیغ و نصیحت ہے۔ بَلِّغُوۡا عَنِّیۡ وَلَوۡ کَانَ آیَۃً۔ اگر کوئی برائی ہوتی دیکھیں تو ہاتھ سے روکنے کا حکم ہے۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو زبان سے روکنے کا حکم ہے اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے۔ تو دل سے برا جاننے کا حکم ہے اور اس وجہ کو اضعف الایمان کہا گیا ہے۔ بدکاری کو نہ روکنے والے کو گونگے شیطان سے تشبیہ دیگئی ہے۔ قومیں جب گمراہ ہو جاتی ہیں تو نیکوں کے ساتھ گھن بھی پس جاتا ہے اس لئے مُذَبۡذَبِیۡنَ بَیۡنَ ذٰلِکَ لَاۤ اِلٰی ہٰۤؤُلَآءِ وَلَاۤ اِلٰی ہٰۤؤُلَآءِ ترجمہ۔ وہ دونوں کے درمیان تذبذب میں ہیں نہ ان کی طرف نہ ان کی طرف) کے بجائے اپنے نصب العین پر عمل پیرا ہو کر آخرت میں سرخروئی اور کامرانی سے ہمکنار ہونا چاہیئے۔

ع۔ ذرا نم ہو تو یہ مٹی بہت زرخیز ہے ساقی

میں اس مبارک تقریب کو دعا پر ختم کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائیں۔ خاتمہ ایمان کامل پر کریں جنت میں اپنے مقرب بندوں کی معیت عطا فرمائیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب فرمائیں۔ حوض کوثر سے سیراب فرمائیں باہمی الفت اور محبت کی توفیق عطا فرمائیں حق کا بول بالا ہو اور دشمن اسلام کا منہ کالا ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنی یاد کی بیش از بیش توفیق عطا فرمائیں آمین یا الہ العالمین۔

اجتماع کا استعمال

انسان کا یہ خاصہ بھی ہے۔ کہ وہ اپنے ذہن میں ایسے کام کا نقشہ سوچتا ہے، جیسے پل بنانا، پہاڑوں سے دھاتیں نکالنا یا سوسائٹی میں اچھی باتیں رائج کرنا اگر وہ ایسی کسی بات کو اکیلا پایۂ تکمیل پہنچانا چاہے تو اُسے سیکڑوں برس لگ جائیں اور بے حد محنت کرنی پڑے اس لئے وہ دوسروں کو بھی اس کام میں شریک کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ وہ اس مقصد کے لئے سمجھ دار لوگوں سے بحث کرتا ہے۔ طرح طرح سے پروپیگنڈا کرتا ہے۔ رفتہ رفتہ اس کا نظریہ زیادہ صاف اور عام طور پر قابل قبول ہو جاتا ہے۔ اور لوگوں کا گروہ اس کیساتھ مل کر کام کرنے کو آمادہ ہو جاتا ہے اکثر لوگ اس نظریے کی تکمیل کے لئے اپنی زندگیاں وقف کر دیتے ہیں۔ اسے اجتماع کہتے ہیں یہ اجتماع کسی کام کو جلد پایۂ تکمیل تک پہنچانے میں اسی طرح مؤثر ہوتا ہے۔ جس طرح مشین اور آلات

غرض دنیا کے بڑے بڑے عقلمند آدمی آلات اور اجتماع سے کام لے کر تھوڑے وقت اور تھوڑی محنت و قوت کے صرف سے زیادہ نتائج حاصل کرنے کے طریق آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑ جاتے ہیں ان طریقوں کو "ارتفاقات معاشیۃ" کہتے ہیں۔ حضرت امام ولی اللہ کے نزدیک انسان کی دنیاوی زندگی ان ارتفاقات ہی سے پایۂ تکمیل کو پہنچتی ہے۔ تفصیل آگے آتی ہے۔

ارتفاقات الٰہیہ

لفظ ارتفاق پر غور کیا جائے۔ تو یہ اس حقیقت کو بھی واضح کرتا ہے۔ کہ انسان اپنے لئے کوئی چیز نیست سے ہست نہیں کر سکتا بلکہ اپنی عقل اور محنت سے کام لے کر خدا تعالیٰ کی پیدا کی ہوئی چیزوں کو اپنے گرد جمع کرکے ان سے مناسب کام لے سکتا ہے اور جوں جوں زیادہ مفید اور زیادہ دقیق چیزیں رام کرتا جاتا ہے۔ اس کے دل میں خود بخود یہ خیال آتا ہے کہ وہ اس قدرتی نظام کا راز معلوم کرے۔ جس میں وہ گھرا ہوا ہے۔ وہ اپنے گرد بے شمار چیزیں پاتا ہے وہ ان کو رام کرکے کام لینے کی کوشش کرتا ہے۔ تو ان سب کو ایک خاص نظام میں جکڑا ہوا پاتا ہے۔ مثلاً ٹھوس چیزیں اپنی شکلیں قائم رکھتی ہیں۔ ان کا حجم نہیں بدل سکتا مائعات اپنا دباؤ خاص قاعدوں کے ماتحت چاروں طرف منتقل کرتے ہیں۔ حرارت سے مادہ پھیلتا ہے۔ جس کے خاص قوانین ہیں۔ غرض انسان یہ سب باتیں دیکھ کر سمجھتا ہے کہ اس نظام کا کوئی منبع ضرور ہے چنانچہ سربرآوردہ یورپ سر جیمز جینز ذہن انسانی پر بحث کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس کائنات کی ناقص سی تصویر ان الفاظ میں کھینچی جاسکتی ہے۔ کہ یہ کسی کے فکر خالص کی بنی ہوئی ہے۔ چونکہ اس فکر کے لئے ہمیں کوئی وسیع المعنی جامع لفظ نہیں ملتا۔ مجبوراً اسے ریاضی دان مفکر کہنا پڑتا ہے"۔ ایک قدم اور آگے بڑھا کر جینز کہتے ہیں۔ کہ اس کائنات کا نقشہ معمار اعظم کا تجویز کردہ ہے۔

غرض اعلیٰ دماغ والے لوگ کائنات کے نظام کو سمجھنے اور اپنے خیالات کو زیادہ صاف کرنے میں عمریں صرف کرتے رہتے ہیں۔ اور سوچ بچار کے نہایت قیمتی نتائج اپنے بعد آنے والی نسلوں کے لئے چھوڑ گئے ہیں انہیں ارتفاقات الٰہیہ کہتے ہیں۔

خط وکتابت کرتے وقت خریداری کا نمبر کا حوالہ دینا نہایت ضروری ہے ورنہ ڈاک کی تعمیل نہ ہو سکے گی

دُنیاوی زندگی کو
آخرت کی زندگی پر ترجیح دینا
ایک کھلی ہوئی حماقت ہے

حاجی کمال الدین
کارپوریشن سکول
محمود بوٹی لاہور

(حدید ع۳) اِعْلَمُوْ..... ذو الفَضْلِ العَظِیمِ

تم خوب جان لو کہ دنیاوی زندگی ہرگز ہرگز اس قابل نہیں کہ آدمی اس میں لگ جائے۔ یہ تو محض لہو و لعب اور ظاہری زیب و زینت اور باہم ایک دوسرے پر فخر کرنا ہے اور اموال و اولاد میں ایک دوسرے پر بڑھوتری ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسا کہ مینہ برسا اور اس کیوجہ سے پیداوار ایسی بڑھی کہ وہ کاشتکاروں کو اچھی معلوم ہونے لگی۔ پھر وہ کھیتی خشک ہو جاتی ہے کہ تو اس کو زرد دیکھتا ہے۔ پھر وہ چورا چورا ہو جاتی ہے۔ یہی حالت دنیا کی زیب و زینت اور بہار کی ہے۔ کہ آج زوروں پر ہے۔ پھر اضمحلال ہے پھر زوال ہے۔ اور آخرت کی یہ حالت ہے کہ اس میں سخت عذاب ہے۔ جس سے بچنے کی انتہائی کوشش ہونا چاہیے خدا تعالےٰ کی طرف منفرت اور رضا مندی ہے۔ جس کے حاصل کرنے کی کوشش اس کی شان کے مناسب ہونا چاہیے اور یہ بات ذہن نشیں کر لینا چاہیے کہ دنیا کی زندگی دھوکا کا سامان ہے۔ جب دنیا کی یہ حالت ہے اور آخرت کی یہ کیفیت تو سعادت کی بات یہ ہے کہ تم اپنے پروردگار کی مغفرت کی طرف دوڑو۔ ایسی جنت کی طرف جس کی وسعت آسمان زمین کی وسعت کے برابر ہے۔ جو ایسے لوگوں کے لئے تیار کی گئی ہے جو اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کیطرف سے فضل و احسان ہے۔ وہ جسکو چاہتا ہے اپنے فضل سے نواز دیتا ہے اور اللہ تعالیٰ شانہٗ بہت زیادہ فضل والے ہیں (مگر کوئی اس کے فضل سے حصہ لینا بھی چاہے)

امام غزالیؒ فرماتے ہیں کہ بچہ جب اس کو کچھ بھی سمجھ شروع ہوتی ہے تو وہ لہو و لعب کی طرف مشغول ہوتا ہے اور اس کے اندر اس کا ایسا جذبہ پیدا ہوتا ہے جس کے مقابلہ میں اسکو کوئی چیز اچھی معلوم نہیں ہوتی۔ پھر اس کے بعد جب وہ ذرا بڑا ہوتا ہے تو اس میں زیب و زینت اچھے کپڑوں کا پہننا گھوڑے وغیرہ کی سواری کا شوق پیدا ہوتا ہے۔ جس کے سامنے لہو و لعب کی لذّت بھی لغو ہو جاتی ہے۔ اس کے بعد اس میں جوانی کی لذتوں کا زور ہوتا ہے۔ شہوت پوری کرنے کے مقابلہ میں اس کی نگاہ میں کوئی چیز نہیں رہتی۔ نہ مال و متاع کی وقعت رہتی ہے۔ نہ عزت و آبرو کی۔ اس کے بعد پھر اس میں بڑائی اور تفاخر اور ریاست کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جو پہلے جذبوں پر غالب آجاتا ہے۔ یہ سب دنیاوی لذات ہیں۔ اس کے بعد پھر اللہ تعالیٰ کی معرفت کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔ جس کے مقابلہ میں ہر چیز لغو بن جاتی ہے۔ یہی اصل جذبہ ہے جو سب سے زیادہ قوی ہے پس ابتدائی زمانہ میں۔ کھیل کود کی رغبت ہوتی ہے اور بلوغ کے شروع میں شہوت کا زور ہوتا ہے بیس سال کی عمر کے بعد سے ریاست کا جذبہ شروع ہوتا ہے اور چالیس سال کی عمر میں قریب سے علوم اور معرفت کا جذبہ شروع ہوتا ہے۔ جیسا کہ بچپن میں بچہ کھیل کے مقابلہ میں عورتوں کے اختلاط اور ریاست کو لغو سمجھتا ہے۔ اسی طرح یہ دنیا دار ان لوگوں پر ہنستے ہیں۔ جو اللہ کی معرفت میں مشغول ہوتے ہیں اور یہ اللہ والے سمجھتے ہیں کہ یہ بچے ہیں۔ بلوغ کے لطف کو جانتے ہی نہیں۔

اس آیت شریفہ میں دنیاوی لذات کے سب انواع کو ذکر فرما کر اس پر تنبیہ فرمائی ہے کہ یہ ساری ہی لذتیں دھوکہ ہیں اور کام آنے والی صرف آخرت اور آخرت کی زندگی ہے۔ دنیا کی ساری لذتیں اس کھیتی کی طرح ہیں۔ جو لہلہا کر خشک ہو جائے۔ پھر اس کو ہوا اڑا کر فنا کر دے۔

(والنازعات) فاذا جاءت الطامۃ الکبریٰ..... ھی الماویٰ۔ پس جس دن وہ بہت بڑا ہنگامہ (مصیبت کا دن یعنی قیامت کا دن) آ جائے گا جس دن آدمی یاد کرے گا کہ (دنیا میں) کس کام کے لئے کوشش کی تھی۔ اور دوزخ اس دن آنکھوں کے سامنے ہو گی (اس دن کا قانون یہ ہے) کہ جس شخص نے (دنیا میں) سرکشی کی ہو گی اور دنیاوی زندگی کو آخرت پر ترجیح دی ہو گی اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا اور جو شخص (دنیا میں) اپنے رب کے سامنے کھڑا ہونے سے ڈرتا رہا ہوگا۔ اور نفس کو (حرام) خواہشات سے روکا ہو گا پس جنت اس کا ٹھکانا ہو گا۔

(اعلیٰ) قَدْ اَفْلَحَ...... وَ مُوْسٰی

موسیٰ۔ بے شک بامراد ہو گیا۔ وہ شخص جو (برائیوں سے) پاک ہوا اور اپنے رب کا نام لیتا اور نماز پڑھتا رہا (مگر تم لوگ قرآن پاک کی نصیحتوں پر عمل ہی نہیں کرتے) بلکہ تم تو دنیاوی زندگی کو (آخرت کی زندگی پر) ترجیح دیتے۔ حالانکہ آخرت (دنیا سے کہیں زیادہ) بہتر ہے اور ہمیشہ رہنے والی ہے۔

یہی مضمون حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰ کے صحیفوں میں ہے جن کے مضامین بہت سی روایات میں ذکر کئے گئے ہیں۔ ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابوذرؓ نے حضورؐ سے دریافت کیا کہ کل کتابیں کتنی نازل ہوئیں۔ حضورؐ نے فرمایا چار کتابیں اور سو صحیفے۔ ان میں سے حضرت شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے نازل ہوئے۔ اور حضرت ادریس علیہ السلام پر تیس اور حضرت ابراہیم علیہ السلام پر دس اور حضرت موسیٰ پر تورات سے قبل دس صحیفے نازل ہوئے اور چار کتابیں تورات (حضرت موسیٰؑ پر) انجیل (حضرت عیسےٰؑ پر) زبور (حضرت داؤد پر) اور قرآن شریف (سید الرسل حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر) نازل ہوئیں۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت ابراہیم کے صحیفوں میں کیا لکھا تھا۔ حضور نے ارشاد فرمایا۔ سب امثال (تنبیہات) تھیں۔ ایک مضمون اس کا یہ ہے (اور غلبہ کرکے حکومت لینے والے بادشاہ۔ اور مغرور میں نے تجھے اس واسطے نہیں اٹھایا تھا کہ تو دنیا کو تو بتو جمع کرتا رہے میں نے تجھے اس لئے ابھارا تھا کہ تو مظلوم کی آہ کو مجھ تک نہ آنے دے (اس کی داد رسی وہیں کر دے) اس لئے کہ میں اس کی پکار کو رد نہیں کرونگا۔ چاہیے وہ کافر ہی کیوں نہ ہو عقل والے کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اوقات کو تین حصوں

(باقی صـ۱۷ پر)

ہو۔جب موت آئے گی تو ہر جُڑے ہوتے کو توڑ دے گی۔ اور ہر بیگانے کو بیگانہ کر دے گی۔ لہٰذا ان کی جدائی سے پہلے ہی ان کو چھوڑ دے اور تعلقات قطع کر لے۔ دنیا کی گرفت کو کم کر دے اور تعلّق باللہ کو مضبوط کر لے۔ اگر تو اپنے مولا کو راضی کر لے گا تو ساری مخلوق تیرے تابع ہو جائے گی۔ ہوا تیرا حکم ماننے کو تیار ہو جائے گی، آگ تیرے لئے بے ضرر ہو جائے گی اور پانی تجھے راہ دینے کے لئے تیار ہو جائے گا —— یاد رکھ اللہ تعالےٰ سمیع و بصیر ہے۔ اور علیم و خبیر ہے ہر کھلی چھپی چیز سے باخبر ہے۔ اور ہماری شہ رگ سے بھی قریب ہے۔ دنیا کا کوئی گوشہ اس کے علم سے اور اس کی دسترس سے باہر نہیں ہے۔ ہمارے ظاہر و باطن کو اچھی طرح جانتا ہے۔ ہمارے احساسات سے پوری طرح واقف ہے۔ ہمارے افکار و خیالات کی حقیقت بھی اس کے سامنے ہے۔ اس کی مشیت کے سامنے ظاہر و باطن یکساں ہیں اگر رات کے اندھیرے میں اور تنہائی کے گوشے میں بھی کوئی گناہ کریں تو حق تعالےٰ کو اس کا علم ہے۔ سب سے بچ سکتے ہیں لیکن خدا کی گرفت سے بچنا ناممکن ہے — سب سے بھاگ سکتے ہیں لیکن خدا کی سلطنت سے نہیں نکل سکتے۔ اگر اللہ تعالےٰ کی اطاعت سے منہ موڑو گے اور اس کے باغی ہو جاؤ گے تو ذرا سوچو تو سہی کہ اس کی گرفت سے بچ کر کہاں جاؤ گے۔ کیا اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کی سلطنت بھی ہے جہاں پناہ حاصل کر لو گے۔ اگر ہوا میں اڑنے کی کوشش کرو گے تو پھر بھی تمہیں چین نہیں لینے دینگے۔ پہاڑوں اور جنگلوں میں چھپنے کی کوشش کرو گے تو درندے اور سانپ وغیرہ آرام نہیں کرنے دینگے سمندر کی تہ میں بیٹھ جاؤ گے تو مچھلیوں کا لقمہ بن جاؤ گے۔ اے غفلت کی نیند میں مدہوش ہو کر سونے والے انسان! ذرا سوچ اور عقل کر کب تک غفلت کی نیند سویا رہے گا۔ جاگ

نقد و نظر

از مشتاق حسین بخاری

نام کتاب :- تقرّب الٰہی جلد اوّل
تصنیف :- حکیم محمد علی صاحب امرتسری گوجرانوالہ
ناشر :- " "
صفحات ۳۰۴ - قیمت ۳ روپیہ صرف

بہت دنوں کے بعد ایک نہایت عمدہ کتاب زیر مطالعہ آئی ہے۔ اس کے مصنّف حکیم صاحب موصوف ہیں جو ازیں قبل "سودائے مرزا" کے نام سے ایک کتاب تصنیف فرما چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تقرّب کیسے حاصل ہو؟ اس سوال کا جواب یہ کتاب ہے۔ ہماری عبادات کا مقصد و مفہوم کیا ہے؟ حکیم صاحب نے نہایت دلچسپ پیرایہ میں اور بڑی عمدہ امثلہ کے ساتھ اس کو واضح فرمایا ہے چونکہ حکیم صاحب موصوف خود طبیب ہیں اس لئے جسمانی ساخت کو بدرجہ اتم سمجھتے ہیں۔ عبادات سے جو بدنی تزکیہ پیدا ہوتا ہے اور جس طرح وہ تقرب الٰہی کا باعث بنتا ہے وہ اس طریقہ سے بیان کیا گیا ہے کہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے دلنشین ہو جائے۔

انسان مشکلات میں گھِر کر پریشان ہو جاتا ہے وہ نہیں سمجھتا کہ اس میں منشائے ایزدی کیا ہے —— اگر انسان اس حالت میں بار بار اپنے اللہ کو یاد کرے تو اس کی مشکلات ہی تقرّب الٰہی کا موجب بن جاتی ہیں۔ اس کتاب کا مطالعہ ہر مسلمان کے لئے مفید ہے۔ مصنّف نے صرف افادِ عامہ کے لئے لکھی ہے۔ اپنے حقوقِ تصنیف محفوظ نہیں کرائے۔ بلکہ اغنیاء سے اپیل کی ہے کہ اسے چھپوا کر مفت تقسیم کریں۔

کتاب کی طباعت و کتابت مناسب ہے البتہ کاغذ معمولی ہے۔

اور اپنے مولا کو راضی کرنے کی کوشش کر اگر وہ راضی نہ ہوا تو تیری دنیا اور آخرت دونوں تباہ ہو جائیں گے۔

بقیہ۔ واللہ خیر الرازقین صفحہ ۵ سے آگے

ہی گنتی شروع کرو۔ تو تھک کر عاجز ہو کر بیٹھ جاؤ۔ اس موقعہ پر امام رازی نے نعمائے الٰہیہ کا بے شمار ہونا، اور علامہ ابو المسعود نے ان کا غیر متناہی ہونا ذرا بسط سے بیان فرمایا ہے اور صاحب روح المعانی نے اُن کے بیانات پر مفید اضافہ کیا۔ یہاں اس طویل کی گنجائش نہیں۔

(ان الانسان لظلوم کفار) یعنی جنس انسان میں بہتیرے بے انصاف اور ناسپاس ہیں جو اتنے بے شمار احسانات دیکھ کر بھی منعم حقیقی کا حق نہیں پہنچانتے

بقیہ :- اکرام مہمان صفحہ ۱۱ سے آگے

ہو اور جس سے فرمائش کی جائے وہ جان نثار ہو تو جو چاہے فرمائش کرے۔

حضرت امام شافعی بغداد میں زعفرانی کے مہمان تھے اور وہ حضرت امام کی خاطر میں روزانہ اپنی باندی کو ایک پرچہ لکھا کرتا تھا۔ جس میں اس وقت کے کھانے کی تفصیل ہوتی تھی۔ حضرت امام شافعی رحؒ نے ایک وقت باندی سے پرچہ لے کر دیکھا اور اس میں اپنے قلم سے ایک چیز کا اضافہ فرما دیا۔ دسترخوان پر جب زعفرانی نے وہ چیز دیکھی تو باندی پر اعتراض کیا کہ میں نے اس کے پکانے کو نہیں لکھا تھا۔ وہ پرچہ لے کر آقا کے پاس آئی اور پرچہ دکھا کر کہا کہ یہ چیز حضرت امام نے خود اپنے قلم سے اضافہ کی تھی۔ زعفرانی نے جب اس کو دیکھا اور حضرت کے قلم سے اس میں اضافہ نظر پڑی تو خوشی سے باغ باغ ہو گیا۔ اور اس خوشی میں اس باندی کو آزاد کر دیا۔ اگر ایسا کوئی مہمان ہو اور ایسا ہی میزبان ہو تو یقیناً فرمائش بھی لطف کی چیز ہے۔

پروگرام: حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

۲۰ نومبر بروز جمعہ بذریعہ خیبر میل کیمبل پور۔
۲۱ نومبر بروز ہفتہ بعد نماز فجر درس قرآن مجید۔ روانگی لورشرفہ (واہ کینٹ) بعد نماز ظہر تقریر بعد نماز عصر بیعت بعد نماز مغرب مجلس ذکر۔
۲۲ نومبر بروز اتوار روانگی براستہ ٹیکسلا راولپنڈی۔ بعد نماز عشاء مدرسہ فرقانیہ مدنیہ کرتارپورہ کے سالانہ جلسہ میں شمولیت فرمائیں گے۔ (حاجی بشیر احمد)

بقیہ ۔ مجلس ذکر صفحہ ۲ سے آگے

دے۔ ان پر بڑی لعنت بھیج۔ انہوں نے ہمیں تیرے دین کا راستہ نہ دکھایا۔ سکول و کالج کی تعلیم دلائی۔

اگر آپ کی اولاد کی تربیت اچھی ہوگی تو یہ اولاد آپ کی نجات کا باعث بنے گی۔ آپ کے لئے دعا کرے گی رب ارحمھما کما ربّیٰنی صغیرًا۔ کہ اے اللہ! ہمارے ماں باپ پر اپنی رحمت فرما۔ جس طرح انہوں نے ہم پر شفقت کی۔ اولاد اگر نمازی ہوگی تو روزانہ ۵ وقت کی نماز میں یہ دعا پڑھے گی۔

ربنا اغفرلی ولوالدی وللمؤمنین یوم یقوم الحساب۔ کہ اے ہمارے رب! مجھ کو، میرے ماں باپ اور تمام مومنین کو قیامت کے دن بخش دینا۔

نیک اور فرمانبردار اولاد ہر ایک کے لئے باعث برکت ثابت ہوگی۔ وہ اپنے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے دوسروں کو بھی بلند اخلاق والا بنا دے گی۔

محترم حضرات! جس طرح آپ اپنی اولاد کو سکول و کالج کی تعلیم دلاتے ہیں اسی طرح آپ اُن کی دینی تعلیم کی بھی فکر کریں۔ جس طرح اپنے بیوی بچوں کو جسمانی امراض سے نجات کے لئے ڈاکٹر کے پاس لے جاتے ہیں یا ڈاکٹر کو ان کے پاس لاتے ہیں اسی طرح روحانی امراض سے بچانے کے لئے اُن کو روحانی ڈاکٹر یعنی علمائے دین اور صوفیائے کرام کے پاس لے جائیں یا روحانی ڈاکٹر کو ان کے پاس لائیں۔ دینی تعلیم کے لئے آپ ان کو کسی باعمل عالم کے درس میں لے جائیں۔ مجلس ذکر میں لائیں، جمعہ کا وعظ سنائیں۔ مستند علماء کرام کی کتابیں پڑھائیں۔ مثلاً مکتوبات حضرت امام ربانیؒ اور شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ وعظ حضرت تھانویؒ۔

حضرتؒ اکثر فرمایا کرتے تھے کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ وہاں بھی ذکر اللہ کیا کرو اپنے بیوی بچوں کو لے کر اکٹھے اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرو۔ اولاد کی تربیت کا خاص خیال رکھو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

بقیہ صفحہ ۱۵ ۔ دنیاوی زندگی کو ...

میں تقسیم کر دے ایک حصہ اللہ تعالیٰ سے رازونیاز (اس کی عبادت کرے) ایک حصہ اپنے اوپر محاسبہ میں خرچ کرے کہ میں نے کیا کیا (کتنے اوقات نیکیاں کمانے میں خرچ کئے۔ کتنی برائیاں اور گناہ کمانے میں اور ان کے اوقات میں کیا کیا ہے۔ نیک کام کئے اور کیا کیا برے کام کئے نیکیاں کس درجہ کی کمائیں اور گناہ کس درجے کے کئے اور کتنے اوقات محض بیکار ضائع کر دیئے) اور ایک حصہ اپنی جائز ضروریات (کھانے کمانے) میں خرچ کرے تاکہ یہ حصہ اوقات کا پہلے دو حصوں کے لئے مددگار بنے اور دل جمعی کا اور پہلے دونوں کاموں کے لئے وقت کے فارغ کرنے کا سبب بنے اور عاقل کے لئے ضروری ہے کہ اپنے اوقات کا محافظ ہو اپنے مشاغل میں متوجہ رہے۔ اپنی زبان کی حفاظت کرے۔ جو شخص اپنی بات کی نگہبانی کرے گا بیکار باتوں میں گفتگو کم کرے گا اور عاقل کے ذمہ ضروری ہے کہ تین باتوں کا طالب رہے ایک اپنی گذر اوقات یعنی معاشی اصلاح کا دوسری آخرت کا توشہ، تیسری جائز چیزیں (کھانا پینا سونا وغیرہ) ان تین کے علاوہ جس جس چیز میں بھی وقت ضائع کیا جائے۔ محض بیکار اور لغو ہے۔ جب آدمی کوئی بات یا کام شروع کرے تو یہ سوچ لے کہ ان تین میں سے کون سے میں داخل ہے۔

حضرت ابوذرؓ فرماتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں میں کیا تھا ارشاد فرمایا کہ سب کی سب عبرت کی باتیں تھیں (منجملہ ان کے یہ بھی تھا۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جسکو موت کا یقین ہو۔ پھر وہ کسی بات پر کس طرح خوش ہوتا ہے (کہ موت ہر وقت سر پر سوار ہے نہ معلوم کس وقت آجائے) مجھے تعجب ہے اس شخص پر جس کو موت کا یقین ہے۔ پھر اس کو کس بات پر ہنسی آئے۔ مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو دنیا کو اور اس کے انقلابات کو دیکھے (کہ آج ایک شخص لکھ پتی ہے کل کو فقیر اور ٹکڑے ٹکڑے کا محتاج ہے۔ آج ایک شخص جیل خانہ میں ہے اور کل کو حاکم بن رہا ہے) پھر اس کو کس بات پر اطمینان کرے اور تعجب ہے اس شخص پر جو تقدیر پر یقین رکھتا ہو۔ پھر وہ کس بات پر رنج کرے (اور تعجب) ہے اس شخص پر جس کو قیامت کے دن (حساب کا) یقین ہے۔ پھر وہ عمل نہ کرے (کہ اس دن) ہر قسم کا جانی مالی مطالبہ نیک اعمال ہی سے پورا کیا جائے گا اور اپنے پاس نیک اعمال نہ ہوں گے تو دوسرے کے گناہ حساب پورا کرنے کو لینے پڑیں گے) میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ پر بھی حضرت ابراہیمؑ اور حضرت موسیٰؑ کے صحیفوں میں سے کچھ نازل ہوا۔ حضور نے ارشاد فرمایا ہاں۔ یہی آیت قد افلح من تزکّٰی

الیکشن کا زمانہ

قاری محمد اسحاق حافظ سہارنپوری

الیکشن کا زمانہ اللہ اللہ
بنا ہر اک یگانہ اللہ اللہ

وہ خود آ آ کے منت کر رہے ہیں
ہے بدلہ کیا زمانہ اللہ اللہ

جو کنجوسی میں یکتائے زماں تھے
لٹاتے ہیں خزانہ اللہ اللہ

جو اپنے گھر کی رونق تھے ہمیشہ
وہ ہیں خانہ بخانہ اللہ اللہ

غریبوں سے جو کتراتے تھے ہر دم
چلیں شانہ بشانہ اللہ اللہ

نہیں جو جانتے تھے راہِ مسجد
ہیں پڑھتے پنجگانہ اللہ اللہ

جو وعدے ہو رہے ہیں آج ہم سے
بنیں گے کل فسانہ اللہ اللہ

یہی جو آج قسمیں کھا رہے ہیں
کریں گے کل بہانہ اللہ اللہ

کوئی دیکھے ذرا ان لیڈروں کی
یہ چالیں شاطرانہ اللہ اللہ

بہت ہی خوب لکھا تم نے حافظ
الیکشن کا ترانہ اللہ اللہ

ایک ضروری اعلان

بعض حضرات بلا ہدیہ پرچہ ارسال کرنے کی فرمائش کرتے ہیں کاغذ کی گرانی کے پیش نظر ادارہ میں اتنی سکت نہیں کہ ہم بلاقیمت پرچہ بھیج سکیں۔ ازراہ نوازش آئندہ اس قسم کی فرمائش نہ کی جائے۔

ادارہ

مدرسہ انوار الاسلام کا سالانہ جلسہ

مدرسہ انوار الاسلام کا سالانہ جلسہ اکال گڑھ مورخہ ۲۰-۲۱-۲۲ کو زیر سرپرستی جناب مولانا عبید اللہ انور جانشین حضرت شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب منعقد ہو رہا ہے۔
جس میں حضرت مولانا سرفراز خاں صاحب مولانا محمد اجمل خاں صاحب مولانا سید نور الحسن شاہ بخاری مولانا عبدالرحمن جامی و دیگر علمائے کرام شرکت فرمائیں گے۔
مولانا محمد اسحٰق ناظم مدرسہ انوار الاسلام اکالگڑھ (گوجرانوالہ)

عزیزم عبید اللہ فوراً گھر آجاؤ

عزیزم عبید اللہ تم جہاں کہیں بھی ہو فوراً گھر آجاؤ گھر کے سب افراد تمہاری جدائی میں پریشان ہیں۔ خصوصاً تمہاری والدہ اور تمہاری ہمشیرہ تو رات دن روتے رہتے ہیں خدا کے لئے ہمارے حال پر رحم کرتے ہوئے فوراً گھر آجاؤ آئندہ تم کو کوئی ایسی بات ہم نہ کہیں گے جو تم کو ناگوار گزرے۔
فقط تمہارا غمگین والد
مولوی دین محمد قریشی دکاندار کالاباغ ضلع میانوالی

حقائق

دل ایوبی ٹونکی

دل اگر غرق محیط لا الہ ہو جائے گا
رازِ الا اللہ کا رمز آشنا ہو جائیگا

یار کا دیدار کرنا ہے تو اپنی سیر کر
جس قدر دیکھے گا خود آئینہ ہو جائیگا

دل کی نگرانی کئے جا جسقدر بھی ہو سکے
خود بخود دل بے نیاز ماسوا ہو جائیگا

اکتساب نور کرتا رہ خیال دوست سے
ایک دن آئے گا تو بھی مہ لقا ہو جائیگا

ہجر میں ہر ہر نفس کو مبتلائے یار رکھ
وصل میں خود یار تیرا مبتلا ہو جائیگا

قطرۂ ناچیز بحر بے کراں میں ڈوب کر
بے نیاز ابتدا و انتہا ہو جائیگا

اپنا عرفاں ہی بقائے دائمی کا نام ہے
جو کوئی خود کو نہ سمجھے گا فنا ہو جائیگا

بزرگوں کی باتیں

مرتبہ۔ محمد امین ہیڈ ماسٹر بورسٹل جیل لاہور

ابو عبدالرحمٰن مدنیؒ خراسان کی جنگ میں شریک ہوئے۔ تو وہیں کے ہو رہے۔ کئی سالوں بعد واپس مدینہ تشریف لائے تو بوڑھے ہو چکے تھے ادھر گھر کا نقشہ بھی بدل چکا تھا اپنے گھر داخل ہونا چاہا۔ تو ایک نوجوان نے ٹوک دیا۔ بیوی نے پردہ سے جھانک کر دیکھا تو میاں کو پہچان کر اندر لے گئی۔ نماز کا وقت آیا تو عبدالرحمٰنؒ کی بیوی نے کہا۔ کہ نماز مسجد نبوی میں پڑھیں چنانچہ نماز سے فارغ ہو کر ابو عبدالرحمٰنؒ نے دیکھا کہ ایک نوجوان کے گرد انبوہ کثیر جمع ہے۔ اور وہ نوجوان حدیث کا درس دے رہا ہے۔ بڑے بڑے امام مثلاً امام مالکؒ کے پایہ کے بزرگ بیٹھے سن رہے ہیں اور مسجد نبوی میں انوار کی بارش ہو رہی ہے حدیث کی لذت سے سامعین جھوم رہے ہیں۔ ابو عبدالرحمٰنؒ بھی بہت متاثر ہوئے اور پوچھا کہ یہ نوجوان کون ہے؟ لوگوں نے کہا یہ ربیعہ بن ابو عبدالرحمٰنؒ ہیں۔ اسی وقت گھر پہنچے اور بیوی سے ذکر کیا۔ اس نے بتایا کہ یہ آپ ہی کا بیٹا ہے۔ جو آپ کے جانے کے چند ماہ بعد پیدا ہوا تھا۔ اور جو رقم آپ مجھے جہاد پر جانے کے وقت دے گئے تھے۔ وہ میں نے آپ کے بیٹے کی تعلیم و تربیت پر خرچ کی ہے۔ گویا آپ کی امانت اولاد اور دولت ضائع نہیں کی۔ ابو عبدالرحمٰنؒ بیوی پر بہت خوش ہوئے۔ بیٹے کو گلے لگایا اور خدا کا شکر ادا کیا

• مشہور مورخ حضرت واحدی رحمۃ اللہ ایک امیر آدمی تھے۔ مگر ایک بار ایسے دن بھی آئے کہ غریب ہو گئے۔ عید قریب تھی۔ تو ایک تاجر کے پاس گئے تاجر آپ کے مرتبے اور طبیعت سے واقف تھا۔ لہٰذا اس نے ایک لاکھ درہم کی دو تھیلیاں حاضر کیں۔ ابھی آپ گھر پہنچے ہی تھے۔ کہ ایک اور مصیبت زدہ کو دیکھ کر بہت متاثر ہوئے۔ وہ آپ سے قرض چاہتا تھا۔ حضرت واحدیؒ نے بیوی سے صلاح پوچھی۔ تو اس نیک بخت خاتون نے کہا کہ قرض خواہ حضور کے خاندان سے ہے۔ اس لئے اس کی عزت کا تقاضا ہے کہ دونوں تھیلیاں اسے دے دی جائیں چنانچہ وہ ہاشمی دونوں تھیلیاں لے کر چلا گیا اتفاق کی بات ہے کہ جس تاجر سے واحدیؒ تھیلیاں لائے تھے اس کے تعلقات اُس ہاشمی سے بھی تھے۔ اب وہ تاجر واحدی کو تھیلیاں دے کر ہاشمی کے پاس قرضے کو گیا۔ اور ادھر سے وہ ہاشمی سے قرض لے کر گھر ہی پہنچا تھا۔ کہ تاجر نے قرض مانگا تاجر نے ہاشمی کے ہاتھ میں تھیلیاں دیکھتے ہی پہچان لیں۔ حیران ہو کر پوچھا۔ تو راز کھلا کہ حضرت واحدیؒ سے ہاشمی قرض لے آئے ہیں بات آئی گئی ہوگئی۔ مگر چند یوم کے بعد ایثار کی یہ خبر یحییٰ بن خالد برمکی کے پاس پہنچی۔ وہ بے حد متاثر ہوئے۔ چنانچہ اُس نے واحدیؒ کو اپنے پاس بلایا اور دس ہزار درہم پیش کر کے کہا کہ چھ ہزار درہم آپ، تاجر اور ہاشمی بانٹ لیں اور چار ہزار درہم معزز خاتون کی نذر ہے۔ جس نے ایثار کی مثال قائم کی۔

• ایک بزرگ ایک گلی سے گزر رہے تھے۔ کہ کسی نے سر پر راکھ ڈال دی ان کے دوست گرم ہوئے۔ تو فرمایا کہ یہ سر تو آگ کے لائق تھا مقام شکر ہے کہ راکھ ڈالی گئی ہے۔ آگ نہیں ڈالی گئی۔

• امام حسن بصریؒ کی کسی نے غیبت کی آپ کو معلوم ہوا تو کھجوروں کا تھال بھجوایا اور شکر ادا کیا کہ اس طرح آپ میرے اعمال میں ثواب کا باعث ہوئے ہیں۔ کیوں کہ جس کی غیبت کی جائے اسے ثواب ملتا ہے اور جو غیبت کرے اس کے گناہ بڑھتے ہیں وہ شخص بے حد متاثر ہوا شرمندہ ہوا

• حضرت شبلی نے ایک دفعہ چولہے کی جلتی لکڑی کے دوسرے سرے سے پانی رستا دیکھا۔ تو فرمایا کہ واقعی آگ لگتی ہے۔ تو آنسو ٹپکتے ہیں ہمارے دلوں میں بھی خدا اور رسولؐ کی محبت کی آگ سلگنی چاہیے۔

• ایک دفعہ کا ذکر ہے۔ کہ امام محمد جو حضرت امام ابو حنیفہؒ سے تربیت یافتہ ہیں۔ خلیفہ ہارون رشید کے دربار میں پند و نصائح فرما رہے تھے کہ خلیفہ ہارون رشید بھی تشریف لے آئے۔ جن کو دیکھ کر تمام امراء وزراء کھڑے ہو گئے۔ مگر خود امام ابو محمد کھڑے نہ ہوئے۔ خلیفہ نے کہا۔ کیا میری تعظیم نہیں کرتے۔ آپ نے جواب دیا کہ تعظیم کرنے والے آپ کے نوکر چاکر ہیں۔ اگر آپ مجھ سے بھی یہی توقع رکھتے ہیں تو مجھے سوچنا ہوگا کہ میں آپ کے دربار میں آؤں یا نا۔

• دارا و سکندر سے وہ مرد فقیر اولیٰ
ہو جس کی فقیری میں بوئے اسد اللّٰہی

• ایک دفعہ حضرت امام محمد غمگین بیٹھے تھے کہ آپ کے استاد حضرت امام ابو حنیفہؒ نے ملول ہونے کی وجہ پوچھی۔ تو عرض کیا کہ جوتا پھٹ گیا ہے۔ مرمت کے لئے گیا تو کفش دوز ۳ درم مانگتا ہے بھلا میرے پاس تین درہم کہاں چنانچہ میں نے اس سے کہا کہ حضور کی تین احادیث بتا دوں گا جن سے دنیا و آخرت میں برکت ہوگی لیکن وہ نہیں مانتا۔ اور بدستور تین درم کا تقاضا کرتا ہے اس لئے اداس ہوں۔ حضرت امام ابوحنیفہ نے ایک نگینہ دیا اور کہا کہ یہ کفش دوز کو دے کر جوتا مرمت کرالو۔ مگر کفش دوز نے وہ نگینہ لینا بھی پسند نہ کیا اور درہم ہی لینے کا تقاضا کیا اس پر حضرت امامؒ نے اپنے شاگرد کو پیار سے سمجھایا اور جوتا مرمت کرا کر دینے کے بعد فرمایا

"قدر زر زرگر بداند قدر جوہر جوہری"
اے محمد ہیں تو آپ کی اور احادیث مبارکہ کی قدر ہے۔

امین پرنٹنگ پریس جی۔ ٹی روڈ شاہدرہ میں باہتمام مولانا عبیداللہ انور ایڈیٹر، پرنٹر، پبلشرز دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ سے شائع ہوا

رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDIN"

LAHORE (PAKISTAN)

چیف ایڈیٹر
عبید اللہ انور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (۱) لاہور بذریعہ چٹھی نمبری G / ۱۶۳۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ڈویژن بذریعہ چٹھی نمبری B.C - ۲۷۳۰۱ - ۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء

پہلی منزل

قبر آخرت کی منزلوں میں سب سے پہلی منزل ہے

نبی کریمؐ ایک مرتبہ چٹائی پر آرام فرما رہے تھے جب اُٹھے تو جسم مبارک پر چٹائی کے نشانات دیکھ کر صحابہ کرامؓ نے عرض کیا یا رسول اللہؐ ہم آپ کے لئے بستر بچھا دیتے تو یہ نشانات نہ پڑتے۔ آپؐ نے فرمایا یہ دنیا عارضی ٹھکانہ ہے جیسے ایک مسافر کسی درخت کے سائے میں آرام کرکے اپنی منزل کی طرف چل دیتا ہے۔ یہی حال دنیا کا ہے دنیا مسافر خانہ ہے منزل آگے ہے۔

حضور اکرمؐ کا فرمان ہے کہ یہ دنیا مہمان خانہ ہے۔ یہاں مہمان کی طرح رہو اور موت کو ہر وقت پیش نظر رکھو جیسے کوئی مسافر سفر کے لئے روانہ ہوتا ہے مگر اُس کو ہر وقت اپنے گھر کا خیال لگا رہتا ہے ایسے تم بھی ہر وقت اپنے اصلی گھر "قبر" کا خیال رکھو۔

افسوس ہم لوگ دنیا کی رنگ رلیوں میں اس درجہ محو ہو کر رہ گئے ہیں کہ ہمیں اپنی اصل منزل کا خیال تک نہیں آتا البتہ جب کبھی کوئی میت دیکھی تو اُس کے دفن ہونے تک موت کا خیال آیا اور پھر بھول گئے

آج اگر ہمارے مکان میں روشنی نہ ہو تو ہم ہر ممکن کوشش کرکے روشنی حاصل کر لیتے ہیں مگر اس اندھیری کوٹھری کا ہمیں قطعاً فکر نہیں ہے۔ حضرت عثمانؓ کا جب کسی قبر پر گزر ہوتا تو آپ اس قدر روتے کہ آپ کی ڈاڑھی مبارک تر ہو جاتی کسی نے عرض کیا کہ حضور آپ کے سامنے جنت اور دوزخ کا تذکرہ بھی ہوتا ہے۔ تو اُس پر آپ اتنا نہیں روتے لیکن قبر کو دیکھ کر آپ اس قدر روتے ہیں تو ارشاد فرمایا کہ قبر آخرت کی سب سے پہلی منزل ہے جو اس سے نجات پائے اُس کے لئے ساری منزلیں آسان ہو جاتی ہیں۔ مگر جو اس کے عذاب سے خلاصی نہ پا سکا اُس کے لئے بعد کی منزلیں اور بھی زیادہ دشوار ہو جاتی ہیں۔ فرمایا میں نے حضورؐ سے یہ بھی سنا ہے کہ قبر کا منظر سب سے زیادہ ہولناک ہے۔ ایک مرتبہ حضورؐ ایک قبر کے قریب سے گزرے تو دیکھا کہ قبر والے کو عذاب ہو رہا تھا آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اس صاحبِ قبر کو دو وجوہات کی بنا پر عذاب ہو رہا ہے ایک تو یہ چغلی کی عادت رکھتا تھا اور دوسرے یہ پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہ کرتا تھا۔ حضورؐ کا ارشاد مبارک ہے کہ انسان کے اعمال کی جزا اور سزا قبر سے شروع ہو جاتی ہے اگر اعمال صالحہ کرکے جائے گا تو قبر کشادہ ہو جائے گی اور دلہن جیسا آرام ملے گا اور اگر بدبخت بے عمل ہوگا تو قبر تنگ ہو جائے گی۔ اور کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکیگا۔ اللہ کی پناہ

محمد امین مکان نمبر ۳۶ دہلی کالونی کراچی نمبر ۳